مرکزی دارالعلوم بنارس کا دینی علمی اور ادبی ماہنامہ

مُحدّث

ادارۃ البحوث الاسلامیۃ والدعوۃ والافتاء بالجامعۃ السلفیۃ

بنارس - الھند

AsliAhleSunnet.com

برگ وبار

■ نشان راہ:

حفاظت دین کے تین ذرائع — مدیر ۳

■ آیات وانوار:

قرآن میں یہود ونصاری سے مخاصمہ — شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ۸

■ منہاج نبوت:

فرض نماز کے بعد دعا — شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ رحمانی مد ظلہ ۱۵

■ افکار وعقائد:

عظمت صحابہ اور ہماری سادہ لوحی — ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری ۳۰

■ پیام کعبہ:

خطبۂ حرم: باطل کے خلاف صف آرائی — امام حرم محمد بن عبد اللہ السبیل ۳۷

■ بزم طلبہ

فقہ اسلامی کی تشکیل جدید — زبیر احمد بستوی متعلم جامعہ ع ۴ ۴۲

■ عالم اسلام:

بیت المقدس ۴۸

افغانستان ۴۹

شام ۵۶

■ جماعت وجامعہ:

ڈاکٹر عبد الحلیم عویس کی تشریف آوری، امتحان، جلسے ۵۰

جب ضمیر مردہ ہو جاتا ہے ۵۲

انسانی حافظہ اتنا کمزور نہیں ۵۴

AsliAhleSunnet.com

جامعہ سلفیہ کا علمی ادبی اور اصلاحی رسالہ

ماہنامہ مُحدِّث بنارس

شمارہ ۵ | شعبان ۱۴۰۲ھ • جون ۱۹۸۲ء | جلد ۱

ایڈیٹر
صفی الرحمٰن مبارکپوری

•

پتہ
خط وکتابت کے لیے :- ایڈیٹر محدث، جامعہ سلفیہ ریوڑی تالاب وارانسی
بدل اشتراک کے لیے :- مکتبہ سلفیہ، ریوڑی تالاب وارانسی
MAKTABA SALAFIA REORI TALAB VARANASI, 221010
ٹیلی گرام - دار العلوم، وارانسی • ٹیلی فون :- ۶۳۵۷۷

بدل اشتراک
• سالانہ ۲۵ روپے • ششماہی ۱۳ روپے
• فی پرچہ ۲/۵۰ روپے • بیرون ملک سے ۱۵ ڈالر

ناشر :- جامعہ سلفیہ بنارس	طابع :- عبد الوحید	مطبع :- سلفیہ پریس وارانسی

تزئین وکتابت :- انور جمال

AsliAhleSunnet.com

قلیل امیدیں، جلیل مقاصد

الحمد للہ کہ اہل ذوق نے "محدث" کا استقبال بڑے حوصلہ افزا انداز سے کیا ہے۔ بزرگوں اور اہل علم کے مشورے بھی موصول ہوئے ہیں۔ اور علمی تعاون بھی۔ ہم ان عنایات کے بہت بہت ممنون و شکر گذار ہیں۔

در حقیقت "محدث" کا بنیادی مقصد کتاب و سنت کی غیر جانبدارانہ ترجمانی۔ عقیدہ و عمل کی اصلاح، بے عملی، کوتاہ عملی اور بدعملی سے مسلمانوں کو نکالنے کی کوشش اور نام کے بجائے کام کے مسلمان بننے کی ترغیب دینا ہے۔ اس لئے محدث کے مضامین کی ترتیب میں اس کا بنیادی مقصد او جھل نہیں ہونے دیا جاتا۔ ادبی اور سیاسی مضامین تک میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو مضامین محض ذہنی آسودگی کا کام دے سکتے ہیں، یا جن سے بعض شخصیات کے ذاتی حالات کا علم ہو سکتا ہے لیکن اسلامی انداز پر فرد یا معاشرے کی تعمیر سے ان کا کوئی ربط نہیں ہم ایسے مضامین کی ترتیب و اشاعت پر اپنا وقت اور سرمایہ صرف کرنا دانشمندی کے خلاف سمجھتے ہیں۔

ہماری یہ بھی آرزو اور کوشش ہے کہ اپنے بنیادی محور پر گردش جاری رکھتے ہوئے مضامین میں تنوع اور رنگارنگی ہو۔ زبان و بیان میں سلاست و شگفتگی اور جاذبیت و کشش ہو۔ معلومات پختہ اور معیاری ٹھوس ہو۔ خیالی دنیا کی سرمستیوں کے بجائے زندگی کے حقائق کا سامنا کیا جائے۔ اور "حرف و حکایات کو نقوش و سواد بنا کر صفحۂ عالم پر ثبت کرنے کی کوشش کی جائے۔

امید ہے قارئین ہمارے اس مقصد سے اتفاق کریں گے۔ اور اپنے قیمتی مشوروں اور علمی تعاون سے نوازنے میں بخل سے کام نہ لیں گے۔

"ادارہ"

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

حفاظتِ دین کے تین ذرائع

جو معرفت حق کی بنیاد بھی ہیں

پچھلے انبیاء محدود علاقے اور مخصوص قوم میں ارشاد و ہدایت کا کام انجام دینے کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ ان کا دور نبوت بھی محدود ہوا کرتا تھا۔ دنیا سے ان کے رخصت ہونے کے بعد۔ ان کے ارشادات و فرمودات تو درکنار۔۔۔ ان کے لائے ہوئے خدائی صحیفے بھی یا تو ناپید ہو جاتے تھے، یا ایسے ذرائع سے موجود رہتے تھے جن پر وثوق و اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر امتداد زمانہ کے ساتھ ان صحیفوں میں بہت کچھ رد و بدل ہو جاتا تھا۔ اور جو کچھ اپنی اصلی اور صحیح شکل میں موجود رہتا تھا اس پر بھی تاریکی کا دبیز پردہ پڑ جاتا تھا دنیا پرست علماء خود ساختہ عقائد اور احکام ان صحیفوں کی طرف منسوب کر کے اس قوت کے ساتھ رائج کر دیتے تھے کہ حقیقت کی تہ تک پہنچنا سخت مشکل ہو جاتا تھا۔ ان "کارناموں" کی بدولت ان علماء کی روزی روٹی، جاہ و آبرو اور عزت و وقار محفوظ ہو جاتا اور اہل باطل سے دوستانہ روابط برقرار و استوار رہتے۔ ان کا غلبہ اس قدر ہوتا کہ حقائق کی معرفت رکھنے والے اکا دکا حضرات جو باقی رہ جاتے تھے انہیں بند حجروں میں بھی اظہار حق کی تاب نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ اپنے افعال و کردار تک میں حق کو برتتے ہوئے محتاط رہتے تھے۔ ظاہر ہے ایسی حالت میں عام لوگوں کے لئے حق تک رسائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس مرحلے پر اللہ تعالیٰ پھر کوئی پیغمبر یا نبی بھیج دیتا جو پوری قوت کے ساتھ حق کی آواز بلند کرتا۔ قبول حق کی استعداد رکھنے والے رفتہ رفتہ اس کے ساتھ ہو جاتے۔ خدا پرستوں کا ایک قافلہ بن جاتا۔ اور

AsliAhleSunnet.com

جو یائے حق کے لئے حق تک رسائی ممکن ہو جاتی ۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کسی محدود علاقے متعین قوم اور مخصوص زمانے کے لئے نہیں تھی۔ بلکہ آپ ساری دنیا کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور آپ کی رسالت قیامت تک کے زمانے کو محیط ہے اس لئے ضروری تھا کہ پچھلے انبیاء کی طرح آپ کے بعد آپ کا دین محرف اور ناپید نہ ہو۔ بلکہ اپنی اصلی اور صحیح شکل میں جیتا جاگتا ہوا قیامت تک موجود و محفوظ رہے۔ ورنہ قیامت تک کے لئے آپ کی رسالت بے معنی ہو کر رہ جائے گی ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا بڑا جامع انتظام فرمایا ہے جسے ہم افہام و تفہیم کی سہولت کے لئے تین دائروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ اس دین کے جو اصل سرچشمے اور اساسی مآخذ ہیں یعنی قرآن مجید اور احادیث نبویہ ۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ناپید ہونے سے بھی محفوظ رکھا اور تحریف و تبدیلی کا شکار ہونے سے بھی۔ اب سے چودہ برس پہلے قرآن مجید جس شکل میں آیا تھا کسی شوشے کی کمی اور زیادتی کے بغیر ٹھیک اسی شکل میں موجود و محفوظ ہے۔ شروع ہی سے قدرتی طور پر اس کا پھیلاؤ کچھ اس ڈھنگ سے ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے بدطینت کے لئے کسی چھوٹی سے چھوٹی تحریف کا بھی یارا نہ ہوا۔ قریب قریب یہی حال احادیث نبوی کا ہے کہ جو حدیثیں جس طرح مروی ہو کر کتب احادیث میں جمع ہوئیں آج بارہ تیرہ سو برس گذر جانے پر بھی وہ اسی شکل میں محفوظ اور متداول ہیں۔ کسی حدیث کے کسی ایک لفظ کو بھی تبدیل کرنے کی کوئی کوشش آج تک کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔ زمانے کی ترقی کی بدولت بعض ایسے صحیفوں کے فوٹو منظر عام پر آگئے ہیں جو کتب احادیث کی باقاعدہ تدوین سے صدیوں پہلے لکھے گئے تھے۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ (سنہ ۶ھ) سے واپس آکر مختلف بادشاہوں کے نام جو خطوط ارسال کئے تھے ان کے فوٹو بھی منظر عام پر آچکے ہیں۔ آپ یقیناً مسرت سے سنیں گے کہ کتب احادیث میں ان صحیفوں اور خطوط کے جو الفاظ مروی ہیں۔ اور اصل صحیفے اور خطوط میں جو الفاظ موجود ہیں ان میں کوئی فرق نہیں حالانکہ احادیث کے صرف معانی، وحی الٰہی تھے۔ الفاظ، وحی الٰہی نہ تھے۔ بلکہ ہزارہا حدیثیں جن میں صحابی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل اور فعل کو بیان کیا ہے ان کے الفاظ کے متعلق یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ رہے ہوں۔ اس لئے کسی حدیث کو بیان کرنے کے

AsliAhleSunnet.com

لئے روایت باللفظ کی شرط نہ تھی مفہوم کو ٹھیک ٹھیک ادا کر دینا کافی تھا۔ لیکن اس کے باوجود حدیث کے الفاظ کی حفاظت کا یہ اہتمام اس بات کی علامت ہے کہ ذخیرۂ احادیث منقح اور محفوظ ہو کر امت کے ہاتھ میں موجود رہے۔

اللہ تعالیٰ نے دین کے ان دونوں سرچشموں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ امت کو اتنے بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت کی توفیق بخشی کہ یہ دونوں سرچشمے ہر خاص و عام کی دسترس میں ہیں جو شخص ان کو خود ان کی اصل زبان میں نہیں سمجھ سکتا اس سے سمجھانے والوں کی بڑی تعداد اور تراجم کی وافر مقدار موجود ہے اور اس پر بھی اس کی پیاس نہ بجھے تو وہ چند برس کی محنت سے ان کو خود سمجھنے کی اہلیت و صلاحیت پیدا کر سکتا ہے۔

(۲) قرآن مجید اور احادیث شریف کے تحفظ سے اصل دین کتابوں کے اندر تو محفوظ ہو گیا لیکن انسانی فطرت پر نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ زندگی کے تمام گوشوں میں عملی طور پر دین کے جاری و ساری ہونے کے لئے صرف کتابی حفاظت کافی نہیں کیونکہ نہ تو ہر آدمی ان کا علم حاصل کرنے کی اہلیت اور فرصت رکھتا ہے۔ اور نہ ہر آدمی میں اتنی جرأت ہے کہ حق کو پہچان لینے کے بعد اسے اپنانے کے لئے پورے ماحول سے بغاوت کر سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حفاظت دین کا دوسرا ذریعہ یہ مقدر کیا کہ گمراہی و ضلالت کی تاریکیاں خواہ جس قدر بھی پھیل جائیں حق پرستوں کا ایک گروہ بہر حال موجود رہے گا۔ اور اسے دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہ سکے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا یزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق، لا یضرھم من خالفھم حتی یأتی امر اللہ (بخاری و مسلم) یعنی میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو کھلم کھلا حق پر قائم رہے گا۔ ان کی مخالفت کرنے والے انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ (قیامت) آجائے۔ اسی مفہوم کو ایک دوسرے موقع پر آپ نے اس طرح بیان کیا ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ (ترمذی) اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ یعنی کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ پوری کی پوری امت گمراہ ہو جائے بلکہ گمراہی جتنی بھی ہمہ گیر ہو ایک طبقہ بہر حال حق پر قائم رہے گا

AsliAhleSunnet.com

حق پرستوں کے ایک طبقہ کی دائمی اور سرعام موجودگی قیامت تک دین کے بقار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس کا یہ فائدہ بھی ہے کہ جویائے حق کو حق کی تلاش میں سرگردانی اور ناکامی سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ نہ راہ حق پر تنہا چلنے کا اندیشہ ہو جس کے تصور سے اچھے اچھوں کے حوصلے چھوٹ جاتے ہیں کیونکہ یہاں اہل حق کا قافلہ حق قبول کرنے والے کو اپنی آغوش رفاقت میں لینے کے لئے ہمہ وقت موجود ملے گا۔

(۳) حفاظت دین کا تیسرا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کیا گیا ہے کہ کتاب وسنت کا علم اور اہل حق کا طبقہ اپنے دائرے میں منجمد ہو کر نہ رہے۔ بلکہ یہ ہمیشہ دین کا داعی اور حق کا فدائی بن کر ابھرتا رہے۔ اور باطل کی ہر آواز کے بالمقابل سینہ سپر ہو کر حق کو اس کی ٹھیک ٹھیک شکل میں امت کے سامنے پیش کرتا رہے یقیناً یہ بات بتائی گئی ہے کہ اس امت کے علمار اور جہلار کا ایک زبردست گروہ ٹھیک ٹھیک یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر چلے گا۔ اور واقعۃً ایسا ہی ہوا۔ کتاب وسنت کے معانی و مطالب میں معنوی تحریف کی گرم بازاری سے ان کی اصل صورت مسخ کر کے رکھ دی گئی۔ اور حق کی رعنائی و زیبائی سلب کر کے اس کے رخ تاباں پر باطل کا مکروہ اور بدبودار غازہ مَلا گیا۔ مگر یہود ونصاریٰ کے دنیا پرست علمار کی طرح اس امت کے دنیا پرست علمار کو اتنا غلبہ وتسلط اور اتنی کامیابی حاصل نہ ہو سکی کہ حق کی آواز بالکل گھٹ کر رہ جائے۔ اور حق پرست علمار بند حجروں میں بھی لب کشائی کی جرأت نہ کر سکیں۔ بلکہ یہ اللہ کا فضل خاص رہا کہ اس امت کے حق پرست علمار جرأت رندانہ کے ساتھ ببانگ دہل حق کا اعلان کرتے رہے۔ اور دنیا پرستوں کی ایک ایک تحریف بے نقاب کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طبقے کی خصوصیات کا اظہار اس طرح فرمایا ہے۔

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ، ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاھلین۔ (بیہقی فی المدخل، ابونعیم فی الحلیۃ وغیرہ)

یعنی اس علم (دین) کو ہر آنے والی جماعت کے بلند پایہ لوگ حاصل کریں گے۔ اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف کا۔ باطل پرستوں کے جھوٹے دعوے اور غلط نسبت کا اور جاہلوں کی تاویل کا صفایا کریں گے۔

AsliAhleSunnet.com

اسی طبقے کو آپ نے ایک بار غرباء کہا۔ اور ان کی یہ خصوصیت بتلائی۔ وھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی۔ (ترمذی۔ الایمان) یعنی میرے بعد لوگوں نے میرے جن طریقوں کو بگاڑ رکھا ہوگا اس کی اصلاح کریں گے۔

احیائے حق اور اصلاح امت کا یہ کام معتاد طریقے پر جاری رہے گا۔ لیکن جب امت کا جمود اس سے نہ ٹوٹ سکے گا۔ یا فساد اور بگاڑ سیلاب کی طرح بڑھے گا اور اصلاح کی معتاد کوشش اس کے آگے بند نہ باندھ سکے گی تو ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ ایسے مضبوط اور راسخ عزم والے کسی ایک فرد یا چند افراد کو برپا کردے گا جو فساد کے دھارے کا رخ موڑ کر رکھ دیں گے۔ اور باطل کے خلاف نہایت کامیاب اور انتر آفریں انقلاب برپا کر ڈالیں گے۔ اس طرح حق کے رخ تاباں کی جلوہ طرازیاں ساری دنیا کے سامنے آجائیں گی۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ اتمام حجت کے بعد ہلاک ہو۔ اور جسے زندہ رہنا ہے وہ کھلی ہوئی دلیل کی بنیاد پر زندہ رہے۔ ظاہر ہے کہ حق کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اپنی غلطی پر اڑا رہنا چاہتا ہے تو وہ عند اللہ کوئی معذرت نہیں پیش کر سکتا۔ حق کی راہ میں اس طرح کا انقلاب لانے والے مصلحین کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان میں مجدد کہا گیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابوداود) اللہ عزوجل اس امت کے لئے ہر سو سال کے سرے پر ایسا آدمی برپا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

ان گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ آج بھی دین کو ٹھیک طور پر جاننے اور سمجھنے کے ذرائع اور ان پر عمل پیرا ہونے کی سہولیات حاصل ہیں کتاب وسنت اپنی اصلی اور بے داغ شکل میں موجود ہیں ان پر عمل پیرا گروہ بھی موجود ہے اور ان کی بے لوث ترجمانی بھی ہو رہی ہے پس حق کی تلاش میں حیران وسرگرداں ہونے کے کوئی معنی نہیں۔ خدا پرستی مقصود ہے تو اٹھئے اور بڑھ کر حق کو اختیار کر لیجئے۔ یہ دعوت اس لئے دینی پڑ رہی ہے کہ حق خالص کے پہلو بہ پہلو حق کے نام پر باطل کا بھی ایک بڑا حصہ رائج کر دیا گیا ہے اور صدیوں کے رواج نے بہت سے لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا کر دی ہے کہ وہی اصل حق ہے اور اس کا التزام کئے بغیر دین کے تقاضے اور مطالبے پورے نہ ہو سکیں گے حالانکہ دین جو کچھ ہے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے گفتار وکردار میں ہے۔۔۔ واللہ ولی التوفیق۔

AsliAhleSunnet.com

آیات و انوار

قرآن میں یہود و نصاریٰ سے مخاصمہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(قرآن مجید میں جن چار گمراہ فرقوں سے مخاصمہ یعنی حجت و بحث کر کے ان کے عقائد کی تردید اور ان کے شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے ان میں سے دو فرقے مشرکین اور منافقین کے ساتھ قرآن کے مخاصمہ کی نوعیت کا اجمالی خاکہ اس سے پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔ پیش نظر مضمون میں بقیہ دو فرقوں یہود اور نصاریٰ۔ کے ساتھ اس کے مخاصمے اور حجت و بحث کی نوعیت کا نقشہ پیش کیا جا رہا ہے۔)

یہود توریت پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کی گمراہی کی نوعیت یہ تھی۔

(۱) توریت کے احکام میں تحریف۔ خواہ لفظی، خواہ معنوی۔ (۲) کتمان آیات۔ یعنی توریت کی آیات کو چھپانا۔

(۳) افتراء۔ یعنی توریت میں ایسی بات کا الحاق جو اس میں نہیں تھی۔

(۴) توریت کے احکام قائم کرنے میں تساہل (۵) مذہبی تعصب میں مبالغہ

(۶) ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بعید سمجھنا۔

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بلکہ خدائے تعالیٰ کی بھی شان میں بے ادبی و طعنہ زنی

(۸) بخل و حرص وغیرہ میں مبتلا ہونا۔

تحریف جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہود نے توریت وغیرہ کے ترجمہ میں اصل کے اندر تحریف کی تھی (یا نہیں؟) تو فقیر کے نزدیک ـــــ اور یہی قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی ہے کہ ـــــ درحقیقت ایسا ہوا ہے۔ اور تحریف

AsliAhleSunnet.com

معنوی تو تاویل فاسد کا دوسرا نام ہے۔ یعنی راہ مستقیم سے ہٹ کر سینہ زوری سے کسی آیت کو اس کے واقعی معنی کے بجائے کسی اور معنی پر محمول کر دیا جائے۔

یہودی تحریفات میں سے ایک تحریف (کی توضیح) یہ ہے کہ دین کو ماننے والے فاسق، اور دین کا انکار کرنے والے کافر کے درمیان ہر ملت میں فرق کیا گیا ہے۔ کافر کے لئے جہنم میں ہمیشہ رہنا اور سخت عذاب سے دوچار ہونا ثابت ہے۔ اور فاسق کے لئے انبیاء کی شفاعت کی بناء پر جہنم سے چھٹکارا پانا صحیح بتلایا گیا ہے اور اس معنی کو بیان کرنے کے لئے ہر ملت میں اس کے ماننے والوں کا نام ظاہر کیا گیا ہے۔ توریت میں یہودی اور عبری کے لئے یہ منزلت ثابت کی گئی ہے۔ انجیل میں نصرانی کو یہ درجہ دیا گیا ہے۔ اور قرآن مجید میں مسلمانوں کو یہ فضیلت عطا ہوتی ہے۔ لیکن اس حکم کا دار مدار اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے۔ اپنی طرف بھیجے گئے پیغمبر کی تابعداری کرنے، ملت کے احکام شرعیہ پر عمل پیرا ہونے اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے پرہیز کرنے پر ہے۔ (یہ دار مدار) خاص کسی فرقہ پر اس کی ذاتی حیثیت سے نہیں ہے۔

لیکن یہود نے یہ سمجھا کہ جو شخص یہودی یا عبری ہوگا وہ یقیناً جنتی ہوگا۔ انبیاء کی شفاعت اسے (بہر حال) نجات دلا دے گی۔ اور چند دنوں سے زیادہ اسے دوزخ میں نہیں رہنا پڑے گا۔ اگرچہ اس حکم کا (اصل) دار مدار نہ پایا جائے۔ یعنی خدا پر صحیح طور سے ایمان نہ لایا ہو۔ اور آخرت پر اور اپنی طرف بھیجے گئے پیغمبر پر اسے کچھ بھی ایمان لانا نصیب نہ ہوا ہو۔ لیکن یہ سراپا غلط اور نرا جہل ہے۔ قرآن مجید پچھلی کتابوں کا محافظ اور اشکال کے مقامات کا بیان کنندہ ہے اس نے اس شبہ کو مکمل طور پر دور فرما دیا ہے۔ بلیٰ من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون ہ کیوں نہیں۔ جو کوئی برائی کرے گا۔ اور اس کا گناہ اسے گھیرے گا تو ایسے لوگ جہنمی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہود کی ایک تحریف یہ بھی ہے کہ ہر ملت میں احکام اس زمانے کے حالات اور تقاضوں کے مطابق دئے گئے ہے۔ اور شریعت کے فرائض مقرر کرتے ہیں قوم کے عادات کی موافقت ملحوظ رکھی گئی۔ پھر اس کو مضبوطی سے پکڑنے اور اس پر ہمیشہ عمل و اعتقاد رکھنے اور حقیقت کو اسی میں محصور سمجھنے کا حکم دیا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس دور اور اس زمانے میں حق انہیں اعمال کے اندر محصور ہے۔ اور ہمیشگی سے مراد ظاہری ہمیشگی ہے حقیقی ہمیشگی نہیں۔ یعنی جب تک دوسرا نبی نہ آجائے۔ اور اس کی نبوت کے چہرے سے پردۂ خفا نہ ہٹ جائے۔

AsliAhleSunnet.com

لیکن یہود نے اسے اس معنی پر محمول کیا کہ یہودیت کو منسوخ کرنا محال ہے۔ پھر اس ملت کو پکڑے رہنے کی وصیت کا مطلب درحقیقت ایمان اور اعمال صالحہ کو پکڑے رہنے کی وصیت ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ذاتی طور پر وہ ملت معتبر نہیں ہے۔ ان لوگوں نے خصوصیت کو معتبر سمجھ کر یہ گمان کیا کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودیت کی وصیت کی ہے۔

ایک تحریف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ملت کے انبیاء اور ان کے پیروکاروں کو کسی مقرب اور محبوب لقب سے مشرف کیا ہے۔ اور ملت کے منکرین کو مبغوض صفت سے موسوم کیا ہے۔ اور اس باب میں ہر قوم کے اندر رائج لفظ کو استعمال کیا ہے اس لئے اگر محبوب کی جگہ ابن کا لفظ استعمال کیا ہو تو کیا تعجب؟ یہود نے سمجھا کہ یہ اعزاز یہودی، عبری اور اسرائیلی نام پر دائر ہے۔ یہ نہ سمجھا کہ تابعداری خضوع اور انبیاء کو بھیج کر راہ حق پر چلانے پہ دائر ہے کسی اور بات پہ نہیں۔

اس قسم کی بہت سی فاسد تاویلات ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھیں جنہیں اپنے باپ دادوں سے حاصل کیا تھا۔ قرآن نے بھرپور طور پر ان کا ازالہ فرمایا۔

کتمان آیات یہ ہے کہ یہود نے شریفانہ جاہ کی حفاظت یا کسی ریاست کے حصول کے لئے بعض احکام اور آیات کو چھپا لیا تھا تاکہ ان کے بارے میں لوگوں کی عقیدت ختم نہ ہو جائے اور ان آیات پر عمل چھوڑ دینے کا الزام ان پہ عائد نہ ہو۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ توریت میں زناکار کو سنگسار کرنے کا حکم موجود ہے ان لوگوں نے اس بنا پر اس حکم کو چھوڑ دیا کہ ان کے علماء نے اجماع کر لیا تھا کہ رجم چھوڑ کر اس کے بدلے کوڑے مار کر اور چہرے پہ کالک پوتیں۔ پھر انہوں نے رسوائی کے خوف سے رجم کی آیت چھپا دی۔

اسی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ جن آیتوں میں حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہما السلام کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ ان کی اولاد میں ایک نبی مبعوث ہوں گے۔ اور یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک ملت کا وجود ہوگا جو سرزمین حجاز میں پوری طرح پھیل جائے گا اور اس کی وجہ سے جبال عرفات لبیک کی صداؤں سے بھر جائیں گے اور ملکوں ملکوں سے لوگ اس مقام کا قصد کریں گے۔ اور یہ آیتیں اب تک توریت میں موجود ہیں۔ ان کی یہ تاویل کی کہ صرف اس ملت کے وجود میں آنے کی خبر ہے۔ اس کو اختیار کرنے کا حکم نہیں ہے۔ انہوں نے یہ کہا ملحمة کتبت علینا ہم پر ایک خونریز جنگ اللہ کی طرف سے لکھ دی گئی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

لیکن جب یہ لچر تاویل کسی نے نہ سنی۔ اور کسی نے بھی اس کو صحیح نہ مانا تو آپس میں ایک دوسرے کو وصیت کی کہ ان آیتوں کو چھپاؤ۔ اور ہر خاص و عام کے سامنے اس کا اظہار نہ کرو۔ اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ۔ کیا لوگوں سے ایسی باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھول دی ہیں تاکہ وہ اس کی بنا پر وہ تمہارے رب کے سامنے تمہارے خلاف حجت پیش کریں۔ کتنے بڑے جاہل تھے کہ خدا نے اس مبالغہ کے ساتھ ہاجرہ اور اسماعیل پر جو احسان رکھا اور اس امت کا اس شرف و اعزاز کے ساتھ جو ذکر کیا اس کا معنی صرف یہ تھا کہ یہ محض خبر ہے۔ اس دین کو اختیار کرنے کی اس میں کوئی ترغیب نہیں ہے ۔۔ سُبْحَانَكَ هٰذَا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ۔

افتراء تو اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے احبار اور رہبان میں تشدد اور موشگافی گھس گئی تھی۔ وہ استحسان سے کام لینے لگے تھے۔ یعنی وہ شارع کی نص کے بغیر کسی مصلحت کی بنا بعض احکام کا استنباط کر لیتے تھے اور انہوں نے کمزور استنباطات کو رواج دے کر ان کی پیروی کو اصل کے ساتھ ملحق کر دیا تھا۔ اور اپنے سلف کے اتفاق کو قطعی حجتوں میں سے ایک حجت سمجھ لیا تھا۔ چنانچہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے انکار کے سلسلہ میں ان کے پاس اپنے سلف کے اقوال کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہی معاملہ بہت سارے احکام کا بھی ہے۔

تساہل رہی احکام شریعت قائم کرنے میں سستی اور بخل و حرص کا ارتکاب تو ظاہر ہے کہ یہ نفس امارہ کے تقاضہ کی بنا پر تھا۔ اور یہ ہر شخص پر غالب ہے۔ الا من شاء اللہ۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۔۔ یقیناً نفس برائیوں پر بہت زیادہ آمادہ کرنے والا ہے۔ مگر یہ کہ میرا رب رحم کرے ۔۔ اس رذیلت نے اس کتاب توریت میں ایک دوسرا ہی رنگ پیدا کر دیا تھا یعنی یہود نے فاسد تاویل کے ذریعہ اپنے اس تساہل کو بہ تکلف صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی اور اس کا اظہار شریعت کی پابندی کے رنگ میں کیا۔

استبعاد رسالت ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بعید سمجھنے کے اسباب یہ ہیں کہ انبیاء کے عادات و احوال کم اور زیادہ شادیوں اور ان سے تعلق رکھنے والے معاملات کے سلسلے میں مختلف رہے ہیں ان کے شرائع میں بھی اختلاف رہا ہے اور انبیاء کے ساتھ معاملہ کرنے میں بھی اللہ کی سنت مختلف رہی ہے۔ نیز قوم بنی اسماعیل میں پیغمبر کی بعثت ہوگئی حالانکہ اس سے پہلے جمہور انبیاء بنی اسرائیل سے تھے اور ان ہی جیسی مزید باتیں۔

اس مسئلہ میں اصل یہ ہے کہ نبوت کا درجہ، نفوس عالم کی اصلاح، اور انبیاء کی عادات و عبادات کو

AsliAhleSunnet.com

متعدی کرنے کا درجہ ہے نیکی اور بدی کے اصول ایجاد کرنے کا نہیں ہے۔ ہر قوم عبادات، گھریلو نظام اور ملکی سیاست کے سلسلے میں ایک خاص قسم کی عادت رکھتی ہے اگر اس میں نبوت کا وجود ہو تو اپنی ان عادات کو اکھاڑ کر از سر نو دوسری عادات ایجاد نہیں کریں گے۔ بلکہ ان عادات کے درمیان تمیز کر کے جو عادت قاعدے کے مطابق اور حق تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو گی اسے باقی رکھیں گے اور جو اس کے خلاف ہو گی اسے بقدر ضرورت بدل دیں گے۔ نصیحت کے لئے قدرت کے کرشموں اور اللہ کی طرف سے انعام و تعذیب کے واقعات کی یاددہانی اسی پیرائے میں ہو گی جو ان کے درمیان رائج ہو۔ اور جس سے یہ لوگ آشنا ہوں۔ اسی نکتہ کی بنا پر انبیاء کی شریعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ اس اختلاف کی مثال طبیب کے حکم کے اختلاف کی ہے کہ دو بیماروں کا علاج کرنا ہے تو ایک کو ٹھنڈی دوا اور ٹھنڈی غذا دیتا ہے اور دوسرے کو گرم دوا اور گرم غذا دیتا ہے۔ حالانکہ طبیب کا مقصود دونوں جگہ ایک ہی ہے کہ طبیعت کی اصلاح اور مفسد کا خاتمہ ہو کچھ اور نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ طبیب کو ہر اقلیم میں علیحدہ دوا اور غذا تجویز کرنی ہو گی جو اس اقلیم کی عادات کے مطابق ہو۔ اور ہر خطۂ ملک میں ایک ایسی تدبیر اختیار کرنی ہو گی جو اس خطے کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اسی طرح حکیم حقیقی جل مجدہ نے جب یہ چاہا کہ نفسانی امراض کے بیماروں کا علاج کرے، ملکوتی طبیعت کو قوت پہنچائے اور مفسدات کا خاتمہ فرمائے تو ہر زمانے کی قوموں اور ان کے عرف و عادات و مسلمات کے اختلاف کے مطابق یہ علاج بھی مختلف ہوا۔

حاصل یہ کہ اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہو تو علماء سوء کو دیکھو جو دنیا کے طالب ہیں۔ سلف کی تقلید کے عادی ہیں۔ کتاب و سنت کے نصوص سے منہ پھیر رکھا ہے اور موشگافی، تشدد یا کسی عالم کے استحسان کو مستند قرار دے کر شارع معصوم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام سے بے پرواہ ہو گئے ہیں۔ اور گھڑی ہوئی احادیث اور فاسد تاویلات کو اپنا پیشوا بنا رکھا ہے۔ کأنهم هم۔ گویا یہ علماء سوء بعینہ وہی یہود ہیں۔

<u>نصاریٰ</u> نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کی گمراہی یہ تھی کہ انہوں نے خدائے تبارک و تعالیٰ کو تین حصوں میں بانٹ رکھا تھا۔ جنہیں بعض وجوہ سے متغائر اور بعض دوسرے وجوہ سے متحد سمجھتے تھے۔ اور ان تین حصوں کو اقانیم ثلاثہ کہتے تھے۔ (۱) ایک باپ، جو کائنات کے مبدا کی حیثیت رکھتا ہے (۲) دوسرے بیٹا، اسے پہلی صادر ہونے والی چیز کی حاصل ہے۔ جو معنیٰ عام ہے اور تمام موجودات کو شامل ہے (۳) تیسرے روح القدس، اور یہ عقول مجردہ کا درجہ رکھتا ہے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اس اقنوم نے عیسیٰ علیہ السلام کی روح

AsliAhleSunnet.com

کا لباس پہنا۔ یعنی جس طرح جبریل علیہ السلام آدمی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح یہ اقنوم عیسیٰ علیہ السلام کے روح کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس لئے عیسیٰ خدا بھی ہیں۔ اور خدا کے بیٹے ہیں۔ اور بشر بھی ہیں۔ اور ان پر بشری اور خدائی دونوں قسم کے احکام جاری ہیں۔ انہوں نے اس باب میں انجیل کی بعض ان نصوص سے تمسک کیا جہاں پر لفظ ابن آیا ہے اور جس میں حضرت عیسیٰ نے بعض خدائی افعال کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

پہلے اشکال کا جواب یہ ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ حضرت عیسیٰ کا کلام ہے۔ تحریف کردہ نہیں ہے کہ قدیم زمانے میں لفظ ابن۔ محبوب، مقرب اور پسندیدہ کے معنی میں تھا جیسا کہ انجیل کے بہت سارے قرائن بتلاتے ہیں۔

دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ بات بر سبیل حکایت ہے جیسے کہ بادشاہ کا ایلچی کہتا ہے کہ ہم نے فلاں ملک فتح کیا اور فلاں قلعہ توڑ ڈالا۔ حالانکہ یہ معنی بادشاہ کی طرف پلٹتا ہے اور ایلچی ایک ترجمان کے سوا کچھ نہیں ہے ـــ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا طریقہ۔ عالم بالا کی طرف سے آپ کی لوح نفس پر معانی کے چھپ جانے کی صورت میں رہا ہو۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے انسانی صورت اختیار کرنے اور کلام القا کرنے کی صورت میں نہ رہا ہو۔ اس لئے اس انطباع کے سبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ایسا کلام جاری ہوا ہو جس سے ان افعال کی نسبت خود ان کی طرف سمجھی جا رہی ہے۔ حالانکہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔

حاصل یہ کہ خدائے تعالیٰ نے اس مذہب کو باطل فرمایا اور بیان کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کی پاک روح ہیں جسے مریم صدیقہ کے اندر پھونکا۔ روح القدس سے ان کی تائید کی۔ اور ان کے بارے میں عنایت خاص مرعی رکھی۔ خلاصہ یہ کہ اگر بالفرض خدائے تبارک و تعالیٰ کسی ایسی روح کا لباس اختیار کرتا جو لطیفہ ارواح کی جنس سے ہو اور کسی بشر کے وجود میں آتا تو جب ہم اس نسبت کو بہت واضح لفظوں میں بیان کرتے تو اس معنی پر لفظ اتحاد جاری نہیں ہو سکتا تھا مگر تسامح کے طور پر۔ ورنہ اس معنی کے لئے قریب ترین الفاظ تقویم وغیرہ ہو سکتے تھے۔ تعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔ یہ ظالمین جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت برتر ہے۔

اگر تم آج کل مسلمانوں میں ان کا نمونہ دیکھنا چاہو تو مشائخ اور اولیاء کی اولاد کو دیکھو کہ اپنے باپ دادا کے سلسلہ میں کیا خیالات رکھتے ہیں۔ اور انہیں کہاں تک کھینچ لے گئے ہیں۔ وسیعلم الذین ظلموا

AsliAhleSunnet.com

اىّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ ۔ (ظالموں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کونسی کروٹ بدلتے ہیں)

عیسائیوں کی ایک گمراہی یہ بھی تھی کہ انہیں یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام قتل کر دئیے گئے ۔ اور فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے واقعہ میں ایک اشتباہ واقع ہو گیا تھا انہوں نے آسمان پر اٹھائے جانے کو قتل سمجھا ۔ اور بڑوں سے چھوٹوں تک یہی غلطی روایت ہوتی چلی آئی ۔ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس شبہ کا ازالہ فرمایا کہ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم انہوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا ۔ اور انہیں سولی نہیں دی بلکہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا ۔ انجیل میں اس باب سے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو کچھ ارشاد موجود ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہود کی جرأت اور ان کے اقدام قتل کی خبر دے رہے ہیں ۔ ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے اس ہلاکت گاہ سے نجات میسر فرما دی ۔ اور جو کچھ حواریوں کا ارشاد ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ اشتباہ واقع ہو گیا تھا اور آسمان پر اٹھایا جانا جو ذہنوں اور کانوں کیلئے ایک غیر مانوس بات تھی ۔ اس کی حقیقت سے حواری آگاہ نہ ہو سکے تھے ۔

عیسائیوں کی ایک گمراہی یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ فارقلیط موعود خود حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہی ہیں آپ اپنے قتل کے بعد حواریوں کے سامنے آئے اور انہیں انجیل کو پکڑے رہنے کی وصیت کی ۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے وصیت کی ہے کہ بناوٹی نبی بہت آئیں گے ۔ لہٰذا جو شخص میرا نام اختیار کرے اس کی بات قبول کرو ۔ ورنہ مت کرو ۔ قرآن عظیم نے بیان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بشارت ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر منطبق ہے ۔ حضرت عیسیٰ کی روحانی صورت پر نہیں ۔ کیونکہ انجیل میں کہا گیا ہے کہ فارقلیط ایک مدت تک تمہارے درمیان رہے گا ۔ وہ علم سکھائے گا ۔ اور لوگوں کو پاک کرے گا ۔ اور یہ معنی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا (کسی اور میں) ظاہر نہ ہوا ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی نبوت کا اثبات کریں ۔ یہ نہیں کہ انہیں اللہ یا اللہ کا بیٹا کہیں ۔

• • •

AsliAhleSunnet.com

منہاج نبوت

فتویٰ

فرض نماز کے بعد دعا

:- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مبارکپوری

فرض نماز کے بعد دعا کی مشروعیت کے بارے میں عرصے سے اختلاف چلا آرہا ہے اس سلسلہ میں دونوں فریق کی طرف سے مختلف مواقع پر کئی تحریریں منظر عام پر آچکی ہیں۔ لیکن وہ تشفی بخش ثابت نہیں ہوئیں۔ چند برس قبل ایک سوال کے جواب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مبارکپوری حفظہ اللہ نے ایک نہایت ٹھوس مدلل اور جامع فتویٰ تحریر فرمایا تھا۔ جو ہمیں حضرۃ الشیخ مدظلہ کے صاحبزادے مولانا عبد الرحمٰن صاحب رحمانی کی توجہ سے حاصل ہوگیا۔ چونکہ آج کل بعض علاقوں میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے اس لئے ہم مولانا موصوف کے شکریہ کے ساتھ یہ فتویٰ شائع کر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ یہ فتویٰ اس بحث کے سلسلے میں ہر پہلو سے تشفی بخش ثابت ہوگا۔

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

ہمارے یہاں کشمیر کی بعض مساجد اہلحدیث میں نماز فرض کی ادائیگی کے بعد بعد سلام امام ہاتھ اٹھا کر مقتدیوں کی طرف رخ پھیر کر زور زور سے دعا مانگتا ہے اور مقتدی زور زور سے آمین۔ آمین کہتے ہیں۔ اور بعض مساجد میں یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ امام اور مقتدی انفرادی صورت میں خاموشی سے دعا مانگتے ہیں۔ البتہ کلمات مسنونہ و ماثورہ کا پڑھنا

AsliAhleSunnet.com

اور نفس دعا سے بفضلہ تعالیٰ کسی کو انکار نہیں ہے۔ چند سال پہلے ایسا ہوا کہ میں نے مسجد اہلحدیث بٹہ مالنہ سرینگر میں اجتماعی صورت میں دعا مانگنا ترک کیا کیونکہ صحیحین کے علاوہ نسائی الروضۃ الندیۃ۔ سبل السلام۔ نیل الاوطار۔ فتح الباری مجمع الزوائد۔ اور آپ کی تصنیف مرعاۃ المفاتیح میں ایسی کوئی حدیث نظر سے نہیں گذری جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مکتوبات سے سلام پھیرنے پر امام بلند آواز سے دعا مانگے اور مقتدی زور زور سے آمین کہتے جائیں۔ بلکہ ائمۃ الہدیٰ نے اس طریقہ سے اختلاف کیا ہے چنانچہ مجدالدین فیروز آبادی صاحب القاموس سفر السعادۃ میں لکھتے ہیں "وہ دعا کہ جو بعد سلام کے کرتے ہیں یہ عادت پیغمبر کی نہ تھی اور یہ حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور بدعت حسنہ ہے۔

(سفر السعادۃ اردو مطبوعہ لاہور)

اور سبل السلام مطبوعہ مطبعۃ الاستقامہ بالقاہرہ ۱۳۵۷ھ (ج ۱ ص ۳۰۷) پر ہے "ودعاء الامام مستقبل القبلۃ مستدبر اللمأمومین لم یأت بہ سنۃ"، اسی کتاب کی جلد چہارم باب الذکر والدعاء ص ۳۲۵ پر ہے واما ھذہ التی یفعلھا الناس فی الدعاء بعد السلام من الصلاۃ بان یبقی الامام مستقبل القبلۃ والمؤتمون خلفہ یدعو ویدعون فقال ابن القیم لم یکن من ذلک ھدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا روی عنہ فی حدیث صحیح ولا حسن اسی طرح اخبار "ترجمان" دہلی جلد ۱ شمارہ ۲۲ ص ۳ پر بحوالہ فتاوی علامہ ابن تیمیہ بر د اللہ مضجعہ جلد دوم ص ۱۸۸ ایک فتویٰ چھپا ہے۔ جس میں علامہ موصوف کے الفاظ یوں ہیں، الحمد للہ لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدعو ھو والمأمومون عقیب الصلوات الخمس کما یفعلہ بعض الناس عقیب الفجر والعصر ولا نقل ذلک عن احد ولا استحب ذلک احد من الائمۃ، الخ اس لئے آپ کی خدمت میں چند گذارشات ارسال ہیں امید ہے کہ تسلی بخش جواب سے مشکور فرمائیں گے۔ واللہ الموفق والمعین۔

اوّلاً:۔ مکتوبات یعنی فرض نمازوں سے سلام پھیر کر امام مقتدیوں کی طرف مڑے (جیسا کہ سنت سے ثابت ہے) اور زور زور سے (یعنی بالجہر) ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور مقتدی بھی آمین آمین کہتے جائیں تو کیا یہ صورت اقرب الی السنۃ ہے یا البعد۔ اور اگر امام سلام پھیر کر اجتماعی صورت میں نہیں بلکہ انفرادی صورت میں کلمات ماثورہ پڑھ کر دعا مانگے اور ماموین بھی اپنی اپنی خواہشات اور حاجات کے مطابق ہاتھ اٹھا کر یا نہ اٹھائے بارگاہ صمدیت میں دست بدعا ہوں تو اس صورت میں امام اور ماموین گناہگار تو نہ ہوں گے۔

AsliAhleSunnet.com

ثانیاً۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص۳۲۵ پر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز مکتوبہ امام کا دعا مانگنا اور مقتدی کا اس میں آمین کہہ کر شرکت کو جائز قرار دیا ہے۔ اور اس جواز کے لئے ابن کثیر میں مرقوم روایت کو بطور سند پیش کیا ہے لیکن اس روایت کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے آمین نہیں کہی ہے۔ پوری حدیث تفسیر ابن کثیر طبع مصر (عیسی البابی الحلبی وشرکاؤہ) جلد اول کے ص۵۴۲ پر سورہ نساء کی آیات ۹۷ تا ۱۰۰ کی تفسیر میں روایت بخاری کے بعد یوں ہے۔ وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابو معمر المقری حدثنی عبد الوارث حدثنا علی بن زید عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدہ بعد ما سلم وھو مستقبل القبلۃ فقال اللھم خلص الولید بن الولید وعیاش بن ابی ربیعۃ وسلمۃ بن ھشام وضعفۃ المسلمین الذین لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا من ایدی الکفار،، اس کے بعد مزید ایک روایت یوں درج ہے: وقال ابن جریر حدثنا المثنی حدثنا حجاج حدثنا حماد عن علی بن زید عن عبد اللہ او ابراھیم بن عبد اللہ القرشی عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدعو فی دبر صلوٰۃ الظھر اللھم خلص الولید وسلمۃ بن ھشام وعیاش بن ابی ربیعۃ وضعفۃ المسلمین من ایدی المشرکین الذین لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا۔

اسماء الرجال کی کتابیں نہ ہونے کی بنا پر ہم میں اتنی علمی صلاحیت نہیں کہ روایت ابن ابی حاتم اور روایت ابن جریر الطبری کی سند پر کچھ کلام و بحث یعنی جرح و تعدیل سے کام لیں اس لئے آپ کی طرف رجوع کی ضرورت لاحق ہوئی البتہ اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اگر یہاں مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کی طرح تعمیم بعد تخصیص سے کام لیں یا اجتہادی کارنامہ انجام دیں تو فرمان مصطفوی علی صاحبہ الصلاۃ والتسلیم! ”العلم ثلاثۃ اٰیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ“ پر بظاہر عمل نہیں ہوگا۔ اگرچہ اہل حدیث کا منصب یہی ہے کہ سنت ثابتہ کی تلاش کرے۔ ہماری نظر سے یہ حدیث نیل الاوطار اور اعلام الموقعین اور مرعاۃ میں بھی گذری ہے۔ بعض روایات میں لفظ ”سنۃ قائمۃ“ کے بدلے ”سنۃ ثابتۃ“ نظر سے گذرا ہے۔ نیز حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو چھینک کے

AsliAhleSunnet.com

موقعہ پر " الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ " پڑھتے پر فرمایا کہ " انا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "
اور روایت بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو " ورسولک الذی ارسلت " پر آپ نے فرمایا کہ وہی کہو جو کچھ ہم نے کہا ہے۔ یعنی " ونبیک الذی ارسلت " بظاہر یہ دونوں روایتیں اور واقعے مولانا امرتسری صاحب کے فتویٰ سے مطابقت نہیں رکھتے مرعاۃ جلد سوم ص۴۰۹ حدیث ۲۲۷۹ کی عبارت کان یدعو کثیرا کما فی الصلوٰۃ والطواف وغیرھما من الدعوات الماثورۃ دبر الصلوات وعند النوم وبعد الأکل ولم یرفع یدیہ ولم یمسح بھما وجھہ، کی عبارت بظاہر میرے طریق کار کی موید ہے۔

ثالثاً۔ " البلاغ المبین فی اتباع خاتم النبیین "، مصنفہ شیخ محی الدین مرحوم کے ص۲۶۹ پر ابن ابی شیبہ کی روایت یوں درج ہے " روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اسود العامری سے اس نے اپنے باپ سے کہ " کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فجر کی پس جب سلام پھیرا اٹھائے دونوں ہاتھ اپنے دعا کے لئے اور دعا کی۔ (آخر حدیث تک) اس کے بعد موصوف نے ساری روایت درج نہیں کی ہے۔ حالانکہ ان الفاظ سے بھی مقتدیوں کا آمین کہنا ثابت نہیں ہوتا۔

مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے صلاۃ الرسول کے ص۳۱۱ پر یہی روایت یوں لکھی ہے: حضرت عامر کہتے ہیں " صلیت الفجر مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما سلم ورفع یدیہ ودعا۔" (ابن ابی شیبہ) مصنف ابن ابی شیبہ میرے پاس نہیں ہے اور نہ ان دو کتابوں کے علاوہ کسی اور کتاب میں روایت نظر سے گذری ہے اس لئے آپ سے سوال ہے کہ یہ روایت صحیح ہے یا کہ غیر صحیح ؟ نیز ابن کثیر کی دونوں روایات ابن ابی حاتم اور ابن جریر الطبری کے بارے میں لکھیں کہ یہ صحیح ہیں کہ غیر صحیح ؟

میں بحمد اللہ لیل ونہار، سفر وحضر، خلوت وجلوت غرض ہر ساعت میں بارگاہ صمدیت میں دعا مانگتا ہوں اور دعا مانگنے کو عبدیت کا ایک خاص شرف سمجھتا ہوں کیونکہ آیات واحادیث بکثرت دعا مانگنے کا مطالبہ کر رہی ہیں اور بظاہر آپ ہی کے الفاظ :- اعلم ان الدعاء والتضرع من اشرف

AsliAhleSunnet.com

انواع الطاعات وافضل العبادات (مرعاۃ جلد سوم ص۳۹۴ لکھنؤ) کا قائل اور عامل ہوں البتہ اپنی تحقیق کے مطابق مکتوبات کے بعد روزانہ پانچ وقتوں میں یا جمعہ کے دن فرض نماز کے بعد امام کا ہاتھ اوٹھانا اور مقتدیوں کا آمین آمین کہنا یہ مجھے سنت سے اقرب دکھائی نہیں دیتا بلکہ البعد معلوم ہوتا ہے باقی اوقات وامکنہ مثلاً سحری کا وقت۔ افطار کا وقت۔ میدان جہاد میں التقاء الصفوف کا وقت اور عند رویۃ الکعبۃ ودیگر مقامات کے بارے میں مجھے الحمدللہ کوئی شک نہیں اسی طرح خطبۂ جمعہ میں بھی دعا مانگنا اور مجالس وعظ وتبلیغ میں دعا مانگنا میری عادت ہے جس کے لئے مجمع الزوائد میں اجازت مروی ہے البتہ دعا قنوت کی طرح " دیؤمن من کان خلفہ " پانچوں نمازوں میں امام کا دعا مانگنا اور مقتدیوں کا آمین کہنا اس کے لئے کوئی حدیث صحیح صریح نظر سے ابھی تک نہیں گذری۔ اس لئے آپ سے التماس ہے کہ مسئلہ کی صحیح حقیقت آپ کے نزدیک کیا ہے؟

(المستفتی عبدالرشید بٹ طاہری۔ بٹہ مالو۔ دیاروتی سرینگر (چیف مبلغ مسجد اہل حدیث، بٹہ مالو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امور مستفسرہ کے مختصر جوابات

(۱) پنجگانہ فرض نمازوں سے سلام پھیرنے کے بعد اذکار ماثورہ پڑھ کر یا بغیر پڑھے ہوئے امام کا مقتدیوں کی طرف رخ کرکے دونوں ہاتھ اٹھا کر زور زور سے دعا مانگنا اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر زور زور سے آمین آمین کہتے جانا دعا کی یہ ہیئت کذائی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً منقول ہے اور نہ آپ کے بعد صحابہ سے نہ بسند صحیح نہ بسند ضعیف:۔

البتہ فرض نمازوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند آواز سے دعا کرنا متعدد روایات سے مفہوم ہوتا ہے اور ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو۔ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، میں حدیث ام سلمہ ص۱۰۸، حدیث ابوبکرہ ص۱۰۹ حدیث انس ابن مالک ص۱۱۰، حدیث زید بن ارقم ص۱۱۱، حدیث ابو امامہ ص۱۱۲،

AsliAhleSunnet.com

حدیث انس بن مالک ع۱۱۷ وحدیث ع۱۱۸ وحدیث ابو برزہ اسلمی ع۱۲۴ وحدیث عبادہ بن الصامت ع۱۲۵ اور ملاحظہ ہو۔

مجمع الزوائد ص۱۱۰ ج ۹ میں حدیث عائشہ بروایت طبرانی فی الاوسط وحدیث ابی الملیح بن اسامہ عن ابیہ بروایت بزار وحدیث انس بن مالک بروایت طبرانی فی الاوسط والبزار ونیز حدیث انس بروایت بزار ونیز حدیث انس بروایت طبرانی فی الاوسط وحدیث ابی ایوب بروایت طبرانی فی الصغیر والاوسط وحدیث ام سلمہ بروایت طبرانی فی الصغیر۔ وحدیث ابو برزہ اسلمی بروایت طبرانی۔ وحدیث ابو موسیٰ بروایت طبرانی فی الاوسط ان میں سے بعض روایتیں کتب سنن میں بھی مروی ہیں۔ ان احادیث میں سے اکثر متکلم فیہ ہیں جیساکہ حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے لیکن ان میں سے کسی پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اور مجموعی طور پر ان سے فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد امام کا بلند آواز سے دعا کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ہاں البتہ ان سب میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ نے بلند آواز سے دعا اس لئے نہیں کی تھی کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز یعنی زور زور سے دعا کرنے کی مشروعیت بیان فرمائیں بلکہ آپ کا اونچی آواز سے دعا کرنا محض اس مقصد سے تھا کہ لوگوں کو فرض نماز کے بعد نفس دعا کرنے کی مشروعیت معلوم ہوجائے جیساکہ اکثر علماء اہلحدیث نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور دعاؤں کو بلند آواز کے ساتھ پڑھنے کی یہی توجیہ کرتے ہیں یا امام شافعی نے الجہر بالذکر بعد السلام من المکتوبۃ کی روایات کو تعلیم امت لمشروعیتہ بعد السلام من المکتوبۃ پر محمول کیا ہے۔

فرض نمازوں کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کما سیاتی۔ جن روایات میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر آیا ہے اگرچہ ان میں سے ہر ایک پر کلام کیا گیا ہے مگر وہ کلام ایسا نہیں ہے کہ جس سے ان احادیث پر موضوع ہونے کا حکم لگایا جاسکے کما سیجئ۔ اس لئے ان سے امام کے لئے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا جواز یا استحباب ثابت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور چونکہ کسی روایت سے اس طرح دعا کرنے کی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یا امام کے لئے ثابت نہیں ہے اس لئے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا امام اور مقتدی دونوں کے لئے جائز ہوگا۔ واللہ اعلم

جو لوگ امام کی دعا پر مقتدیوں کے زور زور سے آمین کہنے کے قائل ہیں۔ ان کے اس قول کی بنیاد

AsliAhleSunnet.com

قیاس ہے۔ وہ دعا بعد المکتوبہ کو دعاء قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قنوت نازلہ میں مستضعفین مکہ کے حق میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعا کرنا اور آپ کے پیچھے مقتدی صحابہ کا آمین آمین کہتے جانا ثابت ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دعا کی اس ہیئت کذائی کے قنوت نازلہ کے ساتھ مخصوص ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے لہذا فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بھی امام کے دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعا کرنے پر مقتدیوں کا زور زور سے آمین کہنا جائز ہونا چاہئے۔

فرض نماز کے بعد امام کی دعا پر مقتدیوں کے آمین کہنے کے جواز پر اس حدیث کے عموم سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جو مجمع الزوائد ص۱۷۰ ج۱۰ میں بایں الفاظ مذکور ہے۔ عن ابی هريرة عن حبيب بن مسلمة الفهري وكان مستجابا انه قال للناس سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يجتمع ملأ فيدعو بعضهم ويؤمن سائرهم الا اجابهم الله الحديث رواه الطبراني قال الهيثمي بعد ذكره "رجاله رجال الصحيح غير ابن لهيعة وهو حسن الحديث انتهى"

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مقتدیوں کو عام طور پر ادعیہ ماثورہ یاد نہیں ہوتیں اور ان کو اپنی زبان میں دعا کرنے میں تکلف یا جھجک محسوس ہوتی ہے اس لئے یا تو وہ خاموش رہ کر امام کی دعا سننے پر اکتفا کرتے ہیں یا امام کے ہر دعائیہ جملہ پر آمین آمین کہتے ہیں اور امام کے آہستہ دعا کرنے کی صورت میں بالکل چپ بیٹھے رہتے ہیں۔ پس بہتر یہ ہے کہ امام بلند آواز سے دعا کرے اور مقتدی خاموش رہنے کے بجائے بلند آواز سے آمین آمین کہہ کر اللہ سے دعا کی قبولیت کی درخواست اور سوال کریں۔

ہمارے نزدیک اولیٰ اور اقرب الی السنۃ یہ بات ہے کہ امام سلام پھیر کر اذکار ماثورہ پڑھنے کے بعد مقتدیوں کی طرف مڑ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر ادعیہ ماثورہ یا غیر ماثورہ سراً پڑھے اور مقتدیوں کے لئے جائز ہے کہ ہاتھ اٹھا کر ادعیہ ماثورہ آہستہ آہستہ پڑھیں اور اگر ادعیہ ماثورہ یاد نہ ہوں تو اپنی اپنی خواہش اور حاجت کے مطابق اپنی زبان میں دعا کریں خواہ یہ اجتماعی شکل میں ہو یا انفرادی صورت میں۔ ارشاد ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جہر کے ساتھ دعا کرنا جیسا کہ احادیث محولہ بالا سے معلوم ہوتا ہے۔ بیان مشروعیت جہر بالدعاء بعد السلام من المکتوبۃ او من التطوع کے لئے نہیں تھا

AsliAhleSunnet.com

بلکہ بظاہر دعا بعد السلام کی تعلیم کے لئے اور اس کی مشروعیت بیان کرنے کے لئے تھا۔ واللہ اعلم

اور کسی امر کے بطور عبادت مشروع و مسنون ہونے کے لئے نص خاص صریح کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لئے قیاس کافی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

رہ گئی حبیب بن مسلمہ فہری کی حدیث تو اس کے عموم سے استدلال کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ صلوٰۃ مکتوبہ یا تطوع کے بعد کی دعا کے علاوہ دوسرے اوقات کی ہنگامی دعاؤں پر محمول ہے۔

شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ مسجد نبوی میں نماز باجماعت ہوتی تھی۔ صحابہ کا جم غفیر آپ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اگر آپ کا اور صحابہ کا دعا کی مذکورہ و مروجہ ہیئت کذائی پر عمل ہوتا یعنی آپ کی دعا کے ساتھ صحابہ کے آمین آمین کہنے کا دستور ہوتا تو ضرور منقول ہوتا۔ محرک و دواعی نقل موجود ہونے اور مانع کے مرتفع ہونے کے باوجود عدم نقل دلیل ہے عدم وقوع اور ترک کی لہٰذا حبیب بن مسلمہ فہری کی حدیث سے اس ہیئت کذائی پر استدلال مخدوش ہے۔ واللہ اعلم

(۲) حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے فرض نماز کے بعد امام کی دعا میں مقتدیوں کے شریک ہو کر آمین کہنے پر ابن ابی حاتم کی محولہ روایت سے جو تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے استدلال نہیں کیا ہے بلکہ ان کے استدلال کی بنیاد صرف اس قدر ہے کہ دعا کے ساتھ آمین کہنا چونکہ شرعاً ثابت ہے اور مقتدی امام کی دعا میں شریک ہو جاتے ہیں اس لئے اس اجتماعی دعا میں وہ آمین کہہ سکتے ہیں کیونکہ اصولاً ثابت شدہ امر عام رکھنا چاہیئے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ استدلال مخدوش ہے جیسا کہ حبیب بن مسلمہ کی حدیث سے استدلال کے جواب میں گذر چکا کہ یہ عموم اس خاص صورت کے علاوہ کے لئے ہے۔ واللہ اعلم

(۳) وہ احادیث کہ جن سے فرض نماز کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنے کے جواز پر استدلال کیا جاتا ہے ان میں سے پہلی حدیث۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔ جس کے الفاظ آپ نے تفسیر ابن کثیر سے نقل کئے ہیں اس حدیث کو ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس میں دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا ذکر نہیں ہے۔

اس حدیث پر سنداً اور معنیً دونوں طرح کلام کیا گیا ہے اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان واقع ہیں اور وہ متکلم فیہ راوی ہیں۔ حافظ نے "تقریب" میں اور اکثر محدثین نے انہیں ضعیف سیئ الحفظ

AsliAhleSunnet.com

بتایا ہے اور امام ترمذی نے ان کے بارے میں کہا ہے: "صدوق الا انہ ربما رفع الشئی الذی یوقفہ غیرہ"، اور ساجی نے کہا ہے: "کان من اھل الصدق ویحتمل الروایۃ الجلیلۃ عنہ ولیس یجری مجری من اُجمع علی ثبتہ" اور عجلی کہتے ہیں کان یتشیع لاباس بہ وقال مرۃ یکتب حدیثہ ولیس بالقوی۔ اور یعقوب بن شیبہ نے کہا "ھو ثقہ صالح الحدیث، والی اللین ماھو" اور تہذیب التہذیب میں ہے: "روی لہ مسلم مقرونا بغیرہ" اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ علی بن زید مختلف فیہ راوی ہیں اور ایسے راوی کی روایت کردہ حدیث ضعیف تو کہی جاسکتی ہے لیکن ناقابل اعتبار و استشہاد نہیں ہوتی اور اس پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ بالخصوص جبکہ اس کی مؤید دوسری غیر موضوع روایات موجود ہوں۔

اور معنوی کلام اس میں یہ کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح کے متعدد ابواب میں روایت کیا ہے لیکن اس میں اس کی تصریح ہے کہ آپ نے دعا مذکور نماز میں مانگی تھی نیز یہ کہ یہ مخصوص دعا قنوت تھی جو رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کی گئی تھی۔ اس کا فرض نماز کے بعد دعا کے مروج طریقہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے جواب میں بطور تطبیق کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے دعا مذکور نماز کے اندر رکوع کے بعد بھی کی تھی اور نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بھی مانگی تھی بخاری کی روایت میں پہلی صورت کا ذکر ہے اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر کی روایت میں دوسری صورت کا مستضعفین کی خلاصی کے لئے دعا نماز کے اندر کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

۲

دوسری حدیث حضرت انس کی ہے جسے ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ ص۴۹ میں عبد العزیز بن عبد الرحمٰن القرشی عن خصیف عن انس کے طریق سے روایت کیا ہے۔ شروع کے الفاظ یہ ہیں ما من عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلاۃ ثم یقول اللھم الھی واِلٰہ ابراھیم و اسحٰق و یعقوب الخ اس حدیث پر بھی سنداً کلام کیا گیا ہے۔ اس کے راوی خصیف بن عبد الرحمٰن کے بارے میں حافظ لکھتے ہیں: "صدوق سئی الحفظ خلط باٰخرہ"، اور ابن حبان نے لکھا ہے "ترکہ جماعۃ من ائمتنا واحتج بہ آخرون وکان شیخا صالحا فقیھا عابدا"

AsliAhleSunnet.com

الا انہ کان یخطئ کثیرا فیما یروی و یتفرد عن المشاہیر بما لا یتابع علیہ وھو صدوق فی روایتہ الا ان الانصاف فیہ قبول ما وافق الثقات فی الروایات و ترک ما لم یتابع علیہ وقد حدث عبد العزیز عنہ عن انس بحدیث منکر لا یعرف لہ سماع من انس انتہی ۔ کذا فی تہذیب التہذیب ص۱۴۴ ج ۳

اور خصیف کے شاگرد عبد العزیز بن عبد الرحمٰن قرشی "میزان الاعتدال" کے رجال میں سے ہیں حافظ ذہبی ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں "عبد العزیز بن عبد الرحمٰن البالسی عن خصیف اتہمہ الامام احمد وقال ابن حبان کتبنا عن عمر بن سنان عن اسحاق بن خالد عنہ نسخۃ ثبتہا بمائۃ حدیث مقلوبۃ منہا ما لا اصل لہ ومنہا ما ھو ملزق بانسان لا یحل الاحتجاج بہ وقال النسائی وغیرہ لیس بثقۃ وضرب احمد بن حنبل علی حدیثہ انتہی اور حافظ "تہذیب التہذیب" میں خصیف کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:" قال ابن عدی اذا حدث عن خصیف ثقۃ فلا باس بحدیثہ وروایاتہ الا ان یروی عنہ عبد العزیز بن عبد الرحمٰن فان روایاتہ عنہ بواطیل والبلاء من عبد العزیز لا من خصیف انتہی ۔ معلوم ہوا کہ عبد العزیز بن عبد الرحمٰن عن خصیف عن انس کی یہ روایت سخت مجروح اور ضعیف ہے اور صرف یہ تنہا اس لائق نہیں ہے کہ اس سے رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلوٰۃ المکتوبۃ پر استدلال کیا جائے ۔ واللہ اعلم

۳

تیسری حدیث عبد اللہ بن زبیر کی ہے جسے حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد ج ۱ ص۱۶۹ میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے "عن محمد بن ابی یحیی قال رأیت عبد اللہ بن الزبیر ورأی رجلا رافعا یدیہ یدعو قبل ان یفرغ من صلاتہ فلما فرغ منہا قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوٰتہ ۔ قال الہیثمی رواہ الطبرانی وترجم لہ فقال محمد بن ابی یحیی الاسلمی عن عبد اللہ بن الزبیر ورجالہ ثقات انتہی ۔ محمد بن ابی یحیی مذکور ابو داود، ترمذی فی الشمائل، نسائی ۔ ابن ماجہ کے رجال میں سے ہیں ان کو حافظ نے صدوق لکھا ہے اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن شاہین نے ان کے بارے میں کہا کہ فیہ لین" ۔ معلوم ہوا کہ یہ روایت حسن سے کم درجہ کی نہیں ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

چوتھی حدیث ۴ اسود عامری عن ابیہ کی ہے۔ جو بحوالہ ابن ابی شیبہ بایں لفظ ذکر کی جاتی ہے "عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث۔ حضرت الشیخ علامہ مبارکپوری تحفہ ص۲۴۶ ج۱ میں لکھتے ہیں۔ رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ کذا ذکر بعض الاعلام ھذا الحدیث بغیر سند وعزاہ الی المصنف ولم اقف علی سندہ فاللہ تعالی اعلم کیف ھو صحیح او ضعیف انتھی کلام الشیخ۔ اس روایت کو انہیں لفظوں کے ساتھ شیخ محی الدین مرحوم نے "البلاغ المبین" میں اور مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے "صلاۃ الرسول" میں لکھا ہے جیسا کہ آپ نے اپنے سوال میں تحریر فرمایا ہے۔ اور اسی طرح "فتاوی نذیریہ" ص۲۴۵ ج۱ ص۳۵۲ میں بھی مرقوم ہے۔ غالباً مولانا سیالکوٹی نے یہ روایت فتاوی نذیریہ ص۲۶۵، ص۲۶۶ ج۱ سے لی ہے فتاوی ص۲۶۵ میں یہ روایت بایں لفظ مذکور ہے "عن الاسود بن عامر عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث۔ فتاوی میں تینوں مقام پر یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے معلوم نہیں کہ ان تینوں مقام کے اصل مفتی حضرات (مولوی علیم الدین، مولوی عبدالغفور، مولوی عبدالرحیم مرحومین) نے اصل کتاب "مصنف ابن ابی شیبہ" سے براہ راست نقل کی ہے یا کسی اور کتاب سے کہ جس کے مصنف نے یہ حدیث مذکورہ سند اور لفظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کی ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر حال یہ روایت فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے پر دلالت کرنے میں صریح ہے اور جس قدر ٹکڑا اسند کا "فتاوی نذیریہ" کے تینوں مقاموں میں مذکور ہے بالخصوص ص۲۶۵ میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسود عامری تابعی ہیں اور ان کے باپ کا نام عامر ہے اور وہ صحابی ہیں جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرنے اور سلام پھیرنے کے بعد آپ کے مقتدیوں کی طرف منھ پھیر کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو دیکھا ہے اور اپنے بیٹے اسود سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور ان تینوں مقاموں میں "الحدیث" یا "الخ" کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مطولاً مروی

AsliAhleSunnet.com

ہے جس کو خود مصنف یا کسی راوی نے مختصراً بیان کیا ہے یا مذکورہ مفتی صاحبان نے حدیث کا بقیہ حصہ حذف کرکے "الحدیث" یا "الخ" لکھ کر اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے دو ابتدائی جزء جو مولانا عبد التواب صاحب ملتانی مرحوم کے اہتمام سے لیتھو پر طبع ہوئے ہیں اور تین ابتدائی حصے جو ٹائپ پر مطبع عزیزیہ حیدر آباد دکن میں ۱۳۸۶ھ میں چھپے ہیں اور اس کے دس اجزاء مطبوعہ الدار السلفیہ بمبئی اس وقت ہمارے سامنے ہیں اس حدیث کے ذکر کے لئے دو مقام اور محل مناسب ہیں۔ ایک کتاب الصلوٰۃ باب الانحراف بعد السلام؛ اور دوسرا مقام کتاب الادعیة "باب الدعاء برفع الیدین بعد السلام" کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الادعیہ میں تو یہ حدیث، مذکورہ آخری سند و لفظ کے ساتھ موجود نہیں ہے اور ہم کو اطمینان نہیں ہے کہ مذکورہ سند و الفاظ محفوظ ہوں۔

اولاً اس وجہ سے کہ ہمارے پاس موجودہ اسماء الرجال کی کتابوں میں۔ اسود بن عامر" یا "اسود عامری" نام کا تابعی اور "عامر" نام کا صحابی جس سے ان کے بیٹے اسود اس واقعہ کو روایت کرتے ہوں نہیں ملے۔

دوسرے۔ یہ کہ مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۰۵ مطبوعہ ملتان اور ج ا ص ۳۰۲ طبع حیدر آباد باب من کان یستحب اذا سلم ان یقوم او ینحرف" میں ایک حدیث بایں سند و الفاظ مذکور ہے حدثنا هشيم قال نا يعلى بن عطاء عن جابر بن يزيد بن الاسود العامری عن ابيه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما سلم انحرف، اور ج ۲ ص ۲۷۴ باب یصلی فی بیته ثم یدرک جماعة میں بھی یہ مروی ہے کما سیاتی۔ یہ روایت سنداً صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں یعلی بن عطاء کے استاذ جابر بن یزید بن الاسود العامری ثقہ تابعی ہیں اور ان کے والد یزید بن الاسود صحابی ہیں جن سے ان کے لڑکے جابر بن یزید یہ واقعہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں فجر کی نماز ادا کی اور جب آپ نے سلام پھیرا تو قبلہ کی طرف سے رخ پھیر کر مقتدیوں کی طرف کر لیا۔ اس روایت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ کما تری

تنبیہ:۔ واضح ہو کہ مصنف ابن ابی شیبہ طبع ملتان میں "جابر بن یزید بن الاسود

AsliAhleSunnet.com

العامری " کے بجائے "جابر بن یزید عن الاسود العامری " ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "اسود عامری " کوئی راوی ہیں جن سے "جابر بن یزید " روایت کرتے ہیں۔ غالباً مولانا عبدالتواب ملتانیؒ کے اصل قلمی نسخہ میں یوں ہی یعنی جابر بن یزید عن الاسود رہا ہوگا جس پر ان کو تنبہ نہیں ہوا اور اصل کے مطابق جوں کا توں چھاپ دیا لیکن ہمارے نزدیک سند میں تصحیف ہوگئی ہے یعنی اصل میں یزید بن الاسود تھا "بن " کے بجائے ناسخ کی غلطی سے "عن " ہوگیا اس قسم کی تصحیف کا ہوجانا ذرا بھی مستبعد نہیں۔ "فتاویٰ نذیریہ " کے تینوں مفتی حضرات کے سامنے بھی مصنف کا یہی نسخہ رہا ہوگا۔ جس میں "بن الاسود " کے بجائے "عن الاسود " ہے اور مصنف طبع حیدرآباد میں یزید بن الاسود یا یزید عن الاسود کے بجائے یزید الاسود طبع ہوا ہے "بن " یا "عن " سرے سے ساقط ہوگیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بھی غلط ہے صحیح "یزید بن الاسود " ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث سنن ابوداؤد (عون المعبود ج ۱ ص۲۳۷) "باب الامام ینحرف بعد التسلیم " میں اور سنن نسائی "باب الانحراف بعد التسلیم " اور سنن کبریٰ بیہقی "باب الامام ینحرف بعد السلام " میں بطریق ابوداؤد اس طرح مروی ہے۔

یحیی عن سفیان حدثنی یعلی بن عطاء عن جابر بن یزید بن الاسود عن ابیہ انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الصبح فلما صلی انحرف " ہذا لفظ النسائی ولفظ ابی داود " قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا سلم انحرف " اور حافظ "اصابہ " ج ۳ ص۶۱۴ میں لکھتے ہیں یزید بن الاسود العامری ویقال الخزاعی روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم " انہ صلی خلفہ فکان اذا انصرف انحرف، روی عنہ جابر بن یزید ولدہ وحدیثہ فی السنن الثلاثۃ بہذا وغیرہ معلوم ہوا کہ یزید مذکور اسود کے بیٹے ہیں اور صحابی ہیں جن سے ان کے لڑکے جابر بن یزید واقعہ مذکورہ روایت کرتے ہیں پس مصنف کی سند یوں ہونی چاہیئے۔ عن جابر بن یزید بن الاسود العامری عن ابیہ۔

فتاویٰ نذیریہ کے تینوں مقاموں میں روایت مذکورہ کے آخر میں الحدیث یا الخ کے ذریعہ جس طویل روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اسی سند کے ساتھ مسند احمد (ج ۴ ص۱۶۱) ترمذی مع التحفہ

AsliAhleSunnet.com

(ج ۱ ص ۱۸۱) ابوداؤد مع العون (ج ۱ ص ۲۲۵) نسائی (ج ۱ ص ۹۹) دارقطنی (ص ۱۵۸ و ص ۱۵۹) مستدرک حاکم (ج ۱ ص ۲۴۵) بیہقی (ج ۲ ص ۳۰۱) صحیح ابن حبان، صحیح ابن السکن۔ مصنف عبدالرزاق (ج ۲ ص ۴۲۱) مسند ابوداود الطیالسی، معرفۃ الصحابہ لابن مندہ المصنف لابن ابی شیبہ (ج ۲ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳) "باب یصلی فی بیتہ ثم یدرک جماعۃ" میں مروی ہے۔ جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں۔ "ھشیم نا یعلی بن عطاء نا جابر بن یزید بن الاسود عن ابیہ" قال شھدت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ فصلیت معہ صلوۃ الصبح فی مسجد الخیف فلما قضی صلوتہ انحرف فاذا ھو برجلین فی اخری القوم لم یصلیا معہ فقال علی بھما فجئ بھما ترعد فرائصھما فقال ما منعکما ان تصلیا معنا فقالا یا رسول اللہ انا کنا قد صلینا فی رحالنا قال فلا تفعلا اذا صلیتما فی رحالکما ثم أتیتما مسجد جماعۃ فصلیا معھم فانھا لکما نافلۃ" اسی کے قریب دوسری مذکورہ کتابوں کے الفاظ بھی ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہو گیا کہ مختصر اور مطول دونوں میں سے کسی روایت میں بھی "ورفع یدیہ فدعا" کی زیادۃ موجود نہیں ہے اور سند میں "جابر بن یزید بن الاسود العامری عن ابیہ" کے بجائے "جابر بن یزید عن الاسود العامری عن ابیہ" یعنی "بن الاسود" کے بجائے "عن الاسود" یا "بن" کے حذف کے ساتھ صرف "الاسود" غلط ہے ہماری اس تحقیق کی بنا پر قائلین دعا برفع الیدین بعد السلام عن المکتوبہ کی چوتھی دلیل قابل اطمینان و لائق قبول نہیں رہ جاتی۔ واللہ اعلم۔

فرض نماز سے سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے ثبوت میں وہ احادیث بھی پیش کی جاتی ہیں جن میں بلا وقت کی تعیین کے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرنا مذکور ہے یا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی فضیلت وارد ہے جو تحفۃ الاحوذی وغیرہ میں مذکور ہیں۔

ہمارے نزدیک فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بغیر التزام کے امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر آہستہ آہستہ دعا کرنا جائز ہے خواہ انفرادی شکل میں ہو یا اجتماعی شکل میں۔ ہمارا عمل اسی پر ہے پانچوں نمازوں کے بعد اجتماعی شکل میں دعا کرنے کا التزام نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ دعا کبھی ہاتھ اٹھا کر کی جاتی ہے اور کبھی بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اور کبھی اجتماعی شکل میں اور کبھی منفرداً۔ ہماری تحقیق میں یہی صورت اقرب الی السنۃ ہے اور

AsliAhleSunnet.com

امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کا بلند آواز سے دعا مانگنا اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر زور زور سے آمین کہتے جانا اور امام اور مقتدیوں کی دعا کی اس ہیئت کذائی کو مؤکد سمجھ کر اس کا التزام کرنا یہ طریقہ سنت سے بعید ہے اور ہمارے نزدیک مجد الدین فیروز آبادی صاحب سفر السعادۃ اور حافظ ابن القیم اور امام ابن تیمیہ کے مذکورہ کلاموں کا جنہیں آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے یہی محمل ہے۔ مطلقاً دعا کرنے کا خواہ ہاتھ اٹھا کر ہو یا بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اس کا انکار مقصود نہیں ہے حضرت نواب والاجاہ مرحوم "دلیل الطالب" ج ۱ ص ۲۲۳ میں سفر السعادۃ سے اس کے مصنف کا مذکورہ کلام نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں "مراد نفی دوام ست بہیئت کذائی الیوم والّا دعا بعد از فریضہ ثابت ست کما تقدم" انتہی۔ ہذا ما ظہر لی والعلم عند اللہ تعالیٰ۔

• • •

املاہ عبید اللہ الرحمانی المبارکفوری ۱۹/۱۱/۱۳۹۷ھ

بقیہ صفحہ ۲۰

مذہب کو درست سمجھ کر دوسروں کو گمراہ اور کافر کہنے لگے یہاں تک کہ اس مقصد کے لئے غلط غلط حدیثیں گھڑ لی گئیں۔

(ع ۶) چھٹا دور تقلید محض کا ہے جس کی ابتدا ترکوں کے ہاتھوں بغداد کے زوال کے وقت سے ہوئی اور اس کے اثرات آج تک باقی ہیں۔ یہ ضرور ہوا کہ اس مدت میں بہت سے علماء نے تجدیدی کام کئے اور ان کی بدولت آج بھی ایک طبقہ براہ راست کتاب و سنت کی پیروی کرتا ہے یہ ہے فقہ اسلامی کی مختصر تاریخ۔

آخر میں ہم اپنے علماء کرام سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آج کے اس ماڈرن دور میں اگر دین اسلام کی حفاظت اور اس کی اشاعت کرنی ہے تو مغربی قوانین جس کا سکہ آج پوری دنیا پر چھایا ہوا ہے اس کے مقابلے میں فقہ اسلامی کی تدوین کر کے نہایت ہی اطمینان اور واضح طریقے سے زمانے کے مشکلات دور کر دیں۔ اور یہ ثابت کر دیں کہ اسلام کوئی بے جان مذہب نہیں بلکہ متحرک اور وسیع الاطراف مذہب ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اسلام کو عصر حاضر کی چوکھٹ پر جھکانے کی کوشش کی جائے۔ بلکہ صحیح حدود میں مفید راہ اختیار کی جائے اور بے جا ضد اور تنگی و تنگ دلی چھوڑ دی جائے۔ ہمارے مذہبی اداروں میں بیداری پیدا ہو۔ اور اجتہاد کی صلاحیت رکھنے والے علماء وجود میں آئیں کیونکہ گنواروں اور اناڑیوں کو اجتہاد کی گدی پر بٹھا دینے کے معنی یہ ہوں گے کہ خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں، کا سلسلہ چل پڑے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ التشریع الاسلامی۔ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر۔ تہذیب کی تشکیل جدید وغیرہ

AsliAhleSunnet.com

عظمتِ صحابہؓ

اور

ہماری سادہ لوحی

از۔ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری

اسلام لبشہادت قرآن ایک مستقل اور دائمی نظام حیات ہے۔ اس کا پیغام زمان ومکان کی قید سے آزاد ایک دستور جاوداں ہے جس سے دلوں کو روشنی اور روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ یہ مذہب حق وصداقت کا علمبردار اور ذہن وفکر کی انجمنوں میں لوگوں کا راہنما ہے۔

پورے انسانی معاشرہ کی فلاح وبہبود اور دائمی سعادت وکامرانی اس مذہب کا مقصد اولین ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے اسلام نے رنگ ونسل، زبان ووطن اور خاندان و قبیلہ کے خود ساختہ فرق کو مٹا کر ایک امت کی تشکیل کی اور انتہائی وضاحت کے ساتھ اس کی حیثیت وذمہ داری کا اعلان فرمایا۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ (سورہ آل عمران - ۱۱)

اے مسلمانو! تم نیک جماعت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ نیک کاموں کا علم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ (اکیلے) پر ایمان رکھتے ہو۔

AsliAhleSunnet.com

اس آیت میں جس امت کو خیر الامم کے لقب سے نوازا گیا ہے اور جس کا مقصد وجود انسانیت کی فلاح و بہبود بتایا گیا ہے اس امت کے جسم میں ریڑھ کی ہڈی اور اس فلک بوس عمارت کے لئے ستون کی حیثیت ان قدسی صفات بندگان خدا کو حاصل ہے جنہیں ہماری تاریخ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف سے جانتی ہے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امت مسلمہ کی تاریخ میں یہ وہ پاکیزہ جماعت ہے جس پر صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ پوری انسانیت کو ناز ہے۔ تاریخ کے طویل سفر میں ان سے زیادہ خدا پرست و وفا شعار و بے نفس گروہ کسی دور میں نظر نہیں آتا۔ ان ستودہ صفات ہستیوں نے اطاعت کیشی، تقوی شعاری، اصلاح کاری، جاں سپاری، فکر و فراست اور تدبر و دور رسی کی جو مثال قائم کی ہے وہ پوری انسانیت کے لئے باعث فخر ہے۔ ہر طرح کے اغراض سے بلند ہو کر انہوں نے دین اسلام کی آبیاری اس خون سے کی جس کی حرارت و پاکیزگی کو آج بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس مقدس گروہ کو شمع رسالت سے براہ راست کسب فیض کا موقع ملا اور انہوں نے دین کی امانت کا تحفظ اپنے خون سے کیا، بلاشبہ یہ نازش تاریخ انسانیت اور حاملان اسرار نبوت ہیں۔ انہیں سے خدا پرستی کا احیا ر ہوا اور انہیں نے علم و ثقافت کی ترقی کے لئے راہیں ہموار کیں۔ امت محمدیہ کا کون فرد ہے جس کی گردن اس مقدس گروہ کے احسانات سے زیر بار نہیں؟ بلکہ پوری انسانی برادری ان کی مرہون منت ہیں کہ انہوں سرچشمۂ ہدایت کے سوتوں سے بعد کی نسلوں کو مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا۔

اس گروہ کی عظمت و پاکیزگی اور وجاہت و منقبت کے لئے یہی کافی ہے کہ ارشادات خداوندی و فرامین نبوی میں اس کی مدح و توصیف آئی ہے اور کائنات میں اس کے وجود کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے اس طرح اسلامی تاریخ کا ہر دور اس کی زندگی کو اپنے لئے نشان راہ سمجھتا ہے۔

جو مفکرین و اہل قلم اپنے خیال کے مطابق کسی علمی و سیاسی مسئلہ کو سلجھانے یا کسی واقعہ کی توجیہ کرنے کے لئے صحابہ پر قدح کرتے ہیں اور ان کے واقعات زندگی کو اس طرح پیش کرتے ہیں جس سے منقبت کے بجائے منقصت کا پہلو نمایاں ہو ان کا یہ رویہ ایک طرح کی بدبختی اور کردار کشی ہے۔ صحابہ کرام کے حق میں کتاب و سنت میں جو فضائل و مناقب وارد ہیں ان کی صراحت و قطعیت کے بعد کسی طرح کی اب گنجائش نہیں

AsliAhleSunnet.com

اور نکتہ چینی کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے ؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کرام کے حق میں " لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (خدا ایمانداروں سے راضی ہوا جب وہ ایک درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کرتے تھے .. (فتح ۱۸) کی بشارت دی ہے ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب غزوہ تبوک کے موقع پر مجاہدین کے لئے سامان جہاد فراہم کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہمت ، قربانی اور انفاق فی سبیل اللہ سے خوش ہو کر فرمایا کہ ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم (عثمان اب کچھ بھی کریں کوئی نقصان نہیں) ۔

زبان رسالت کا یہ صریح اعلان صرف حسن عاقبت و مغفرت الہیٰ کا ثبوت ہی نہیں بلکہ ایک صحابی کی سلامتی فکر و عمل اور خیر و درستی کی شہادت بھی ہے ۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو ۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد یا نصف مد کے درجہ کو نہیں پا سکتا ۔

دوسری متفق علیہ روایت میں حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ میری امت کے سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ والے ہیں ۔ پھر جو ان کے بعد ہوں گے ۔ پھر جو ان کے بعد ہوں گے ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ مقام دین کے ساتھ ان کے اخلاص اور قربانیوں سے حاصل ہوا تھا ۔ وہ اسلامی تاریخ کے اولین معمار اور امت مسلمہ کی وحدت و سالمیت کے محافظ تھے ۔ ان کے کردار پر کسی طرح کی نکتہ چینی کا سب سے پہلا اثر امت کے اتحاد و اتفاق پر ہو گا اور وہ نمونہ دھندلا ہو جائے گا جس کی روشنی میں قوم مسلم کی شیرازہ بندی مطلوب ہے ، اور جس کو قرآن نے عقیدہ و عمل اور سمع و طاعت کے باب میں بعد کی نسلوں کے لئے نمونہ کی حیثیت دی ہے ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعلیٰ مقام و منزلت کو امت نے ہر دور میں تسلیم کیا اور اسلام کی تعلیم کے مطابق ان کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا ، کو کار ثواب سمجھا ۔ لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ ایک فرقے نے اس

AsliAhleSunnet.com

مقدس گروہ کی دشمنی وتنقیص کو اپنا مذہب بنایا اور اس طرح اپنی آخرت تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کے سب سے روشن دور کو داغدار بنانے کی کوشش کی

سچے اور مخلص مسلمانوں پر اس طرح کی گھناؤنی کوششوں کا کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ صحابہ کرام کے احترام اور ان کے ساتھ عقیدت کو ہمیشہ اپنا فرض سمجھتے رہے۔ لیکن کچھ سادہ لوح اور ناواقف مسلمان البتہ اس دام میں پھنس گئے اور صحیح راستہ سے بھٹک کر خدا کی وعید کے مستحق ٹھہرے۔ اسی طرح اس ناپاک رویہ سے دشمنان اسلام کو دین برحق کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے اور لوگوں کو شک و شبہ میں مبتلا کرنے کا موقع مل گیا اور ان عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی جو حق پرستی کے بجائے ہوا و ہوس کی پیروی کے خواہاں تھے

جاں نثاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ناپاک عزائم رکھنے والوں نے امت کے ان محسنین کے خلاف تنقیص کی جو مہم چلائی اس میں انہیں قطعاً کامیابی نہ ہوسکی اور جمہور مسلمان اس مقدس جماعت کے علمی ودینی مقام کے ہمیشہ معترف ہی رہے۔

ہوا پرستوں کو جب اس مہم میں ناکامی ہوئی تو دسیسہ کاریوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور مسلم معاشرہ میں دین کے نام پر ایسے رسم ورواج کو فروغ دیا گیا جن سے صحابہ کرام کی شخصیتیں مجروح ہوں اور ان کی دینی وعلمی جلالت شان پر حرف آئے۔ معاندین نے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے غلط اور موضوع روایتوں کا سہارا لیا۔ تاریخ کے واقعات کو مسخ کیا اور خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے نام پر صحابہ کرام کی حیثیت کو مجروح کرنے کی کوشش کی۔

انہیں رسوم قبیحہ میں ایک رسم کونڈے کی ہے جس میں شیرینی کھانے اور تحفے تقسیم کئے جاتے ہیں یہ رسم اصل میں شیعوں نے ایجاد کی ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے دشمنی کے اظہار میں وہ ان کی موت کے مہینہ یعنی ماہ رجب میں آپس میں تحائف تقسیم کرتے تھے اور خوشیاں مناتے تھے۔ پھر یہ رسم بد سادہ لوح مسلمانوں میں بھی رواج پاگئی اور سنی مسلمان بھی غیر شعوری طور پر شیعوں کی تلبیس کا شکار ہوگئے۔ انہوں نے اس رسم کو مناتے ہوئے یہ سمجھا کہ خدا کی رضا جوئی کا کوئی کام انجام دے رہے ہیں لیکن یہ نہ سمجھ سکے کہ دسیسہ کاروں نے ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے دن کو اظہار خوشی

AsliAhleSunnet.com

کے لئے متعین کیا ہے اور ناواقف مسلمانوں میں دین کے نام پر اس رسم کو پھیلایا ہے جن صحابہ کرام نے راہ خدا میں جہاد کیا، دین کے لئے ہر طرح کے آرام و راحت کو خیرباد کہا اور اسلام کی سربلندی کے لئے جان و مال کی قربانی دی ان کی قدر شناسی کا تقاضا کیا ہے اور ہمیں کس راہ پر ڈالا جا رہا ہے۔

بدعت یعنی دین سمجھ کر کوئی ایسا کام کرنا جس کا شریعت سے کوئی ثبوت نہ ہو۔ ایک سنگین جرم ہے اور اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سخت وعید آئی ہے۔ علماء امت نے اس خرابی کا سد باب کرنے کے لئے مفصل بحثیں کی ہیں اور اس اقدام کی شناعتوں کو اجاگر کیا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جب بدعت بذات خود ایک قبیح فعل ہے اور اس کے ارتکاب کرنے والے کے لئے سخت وعید ہے تو اگر اس جرم کے ساتھ کسی صحابی رسول کی تنقیص و اہانت کا جذبہ بھی شامل ہو جائے تو اس کی قباحت میں کس درجہ اضافہ ہو جائے گا اور ایسی صورت میں اس فعل کا ارتکاب کرنے والا شریعت کی نظر میں کتنا بڑا مجرم و گستاخ ہوگا؟

انسانیت کے ان عظیم محسنین کی تنقیص و اہانت کو جن کم سوادوں اور ناہنجاروں نے اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہے وہ ایک طرف قدر ناشناسی کے مرتکب ہیں اور دوسری طرف جمہور علماء امت کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی ہے کیونکہ معتمد علماء امت کا فتویٰ ہے کہ صحابہ کرام کی زندگی میں جو ناخوشگوار واقعات پیش آئے ہیں ان کو بحث و مباحثہ کا موضوع نہ بنایا جائے۔ نہ باہم محاکمہ کی کوشش کی جائے۔ نہ اس کی بنیاد پر گروہ بندی ہو۔ نہ کسی ایک فریق میں حق کو منحصر مانا جائے۔ نہ جذباتی طور پر کسی ایک کی جانبداری کی جائے، نہ ان واقعات کی بنا پر کسی سے طبیعت میں تکدر پیدا کیا جائے بلکہ جو کچھ ہوا ہے ان کا اجتہاد و صوابدید سمجھا جائے جس کے بارے میں شریعت کا فیصلہ ہے کہ مجتہد کو بہر صورت اجر ملتا ہے، اگر غلطی پر ہو تو ایک اجر کا مستحق ہے اور اگر صواب کو پہونچا ہو تو دوہرے اجر کا۔ اسی لئے قرآن کریم میں مسلمانوں کا یہ وصف بتایا گیا ہے کہ:

والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم۔

اور وہ لوگ بھی (قابل تعریف ہیں) جو ان کے بعد آویں گے (جو دعاؤں میں کہتے ہوں گے) اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایماندار گذرے ہیں اور ہمارے

AsliAhleSunnet.com

دلوں میں ایمانداروں کے لئے کسی طرح کا کینہ پیدا نہ کر، اے ہمارے پروردگار تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ (سورہ حشر۔ آیت ۱۰)

یہود و مجوس نے اپنی اسلام دشمنی میں یہ کوشش کی تھی کہ صحابہ کرام کی حیثیت کو مجروح کرکے امت مسلمہ میں اختلاف و انتشار کا بیج بودیں اور اس طرح امت اپنے سب سے زریں عہد کے بارے میں تضاد و تناقض کا شکار ہو جائے اور اس کے سامنے اپنے مستقبل کی تعمیر کے لئے کوئی بنیاد اور نمونہ موجود نہ ہو۔

اس گھناؤنے مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے اہل بیت کی محبت کا ڈھونگ رچایا اور خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ تعلق کے جھوٹے دعوے کئے۔ پھر اس پردہ میں صحابہ کرام کو مطعون کیا۔ فکر و نظر کے افلاس اور بغض و عناد کے جذبہ کی شدت کا یہ عالم ہوا کہ صریح و واضح ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بالائے طاق رکھ کر صحابہ پر زبان طعن دراز کی۔ عمومی طور پر تمام صحابہ کو نشانہ بنایا اور خاص طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان والوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ جس طرح عام صحابہ کرام کے مناقب کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق بھی ایسے بیانات موجود ہیں جن سے ان کی فضیلت و منقبت واضح ہوتی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی کتابت کرتے تھے۔ امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضؓ سے ایک روایت ذکر کی ہے جس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت معاویہؓ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے دروازہ پہ دستک دیا۔ اجازت ملی تو کان پر قلم رکھے ہوئے اندر پہونچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کان پر کیسا قلم رکھے ہو؟ جواب دیا کہ: اس قلم کو میں نے اللہ اور رسول کے لئے تیار کیا ہے آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالےٰ تمہیں بہترین اجر دے۔ میں نے اللہ کی طرف سے وحی کے بعد ہی تمہیں کاتب مقرر کیا ہے۔

اسی روایت میں مذکور ہے کہ ام المومنین ام حبیبہؓ کی درخواست پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہؓ کے لئے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمایا ـــــ اے اللہ! اسے سیدھی راہ پر رکھ، ہلاکت سے بچا اور دنیا و آخرت میں اس کی بخشش فرما۔

AsliAhleSunnet.com

مسند احمد میں حضرت عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمایا تھا کہ۔

اے اللہ! اسے حساب وکتاب سکھا اور عذاب سے محفوظ رکھ۔

ابن کثیر و مسند احمد کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاویہ! اگر تمہیں حکومت ملے تو اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔ پھر فرمایا: تمہیں میرے بعد حکومت کی ذمہ داری ملیگی جب ایسا ہو تو صلاح کاروں کا عذر قبول کرو اور خطا کاروں سے درگذر کرو۔

ترمذی میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء فرمایا کہ: اے اللہ! اسے رہنما بنا اور اس کے ذریعہ ہدایت دے ـــــ امت کے لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخلاص اور سیاسی معاملات کو سلجھانے کی قدرت نہی کے باعث حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے سخت اور دور بیں خلیفہ نے انہیں شام کا گورنر بنایا۔

آج حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جو تصویر پیش کی جاتی ہے اسے اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے تو یقیناً لازم آئے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں گورنری کا منصب دے کر امت کے ساتھ ناانصافی کی تھی مذکورہ توضیحات کے بعد ہم امت کے مخلص و باہوش افراد سے یہ گذارش کریں گے کہ وہ موجودہ دور میں امت کی مشکلات کا صحیح احساس پیدا کریں۔ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے مابین اپنی ایمانی بصیرت سے امتیاز کریں۔ اپنی سنہری تاریخ کو دشمنوں کے فریب میں پڑ کر داغ دار نہ کریں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے ماحول و معاشرہ کو غلط رسم و رواج سے پاک و صاف کریں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مخلصانہ قربانیوں کو سامنے رکھ کر اپنے مستقبل کی تعمیر کریں۔ واللہ ولی التوفیق ...

اعلان

۱۔ پرچہ وقت پر ذمہ داری کے ساتھ پوسٹ کیا جاتا ہے۔ ڈاک ضائع بھی ہوتی ہے دیر سے بھی پہنچتی ہے اس لئے اپنے ڈاک خانہ سے رجوع کیا کریں

۲۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر ضرور لکھیں

۳۔ سیاسی مضامین نہ بھیجیں۔ "منیجر محدث"

AsliAhleSunnet.com

پیامِ کعبہ

خطبۂ حرم

باطل کے خلاف صف آرائی

امام حرم محمد بن عبد اللہ السّبیل حفظہ اللہ

الحمدُ للہِ العزیزِ الوھّابِ، القاھرِ الغلّابِ۔ یُمھِلُ للظالمِ ثمّ یاخُذُہٗ اَخْذَ عزیزٍ مُقتدرٍ۔ اَحمدُہٗ سبحانَہ واَشکرُہٗ علیٰ سوابغِ نعمِہٖ واسألُہٗ اَنْ یَدفعَ عنّا اَسبابَ سَخطِہٖ ونِقمِہٖ۔ وَاشھدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلّا اللہُ وحدَہٗ لاشریکَ لہٗ وَاشھدُ اَنَّ سیّدَنا محمّدًا عبدُہٗ ورسولُہٗ، اَللّٰھمّ صلِّ وسلِّمْ علیٰ عبدِکَ ورسولِکَ محمّدٍ وّعلیٰ اٰلِہٖ وَصحبِہٖ۔ اَمّا بعدُ

اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس کے احکام کی پابندی کرو۔ اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ اپنے معتدل دین کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو۔ اپنے ایمان و اسلام کو عملی جامہ پہناؤ کیونکہ ایمان کو عمل صالح کے ساتھ محقق کرنا ہی اصل مقصود ہے۔ فرائض شرعیہ کی پابندی اور ان پر عمل اور محرمات و منہیہ سے کنارہ کشی کے بغیر ایمان کی طرف محض نسبت اور اس کی تمنا بے سود ہے۔

ایمان کی واضح ترین علامات میں اللہ ہی کے لئے کسی سے محبت اور اسی کے لئے کسی سے عداوت ہے۔ اور عقیدہ حق اور دین اسلام کے لئے ہی دوستی و دشمنی ہے، اس لئے سوائے اسلام کے ہر دین باطل اور اللہ کے یہاں نامقبول و ناپسندیدہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے «وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ۔

AsliAhleSunnet.com

پس دین اسلام ہی حق ہے اور اس کے سوا سب باطل اور گمراہی ہے۔ ارشاد باری ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ۔

یہ بات معلوم شدہ ہے کہ دین کے بارے میں عداوت و دشمنی اتنی شدید ہے کہ اس میں کسی طرح کی نرمی اور صلح کی گنجائش نہیں۔ ہر قسم کی عداوتوں میں کمی بلکہ ان کے زوال کی توقع کی جاسکتی ہے سوائے ایسے شخص کی عداوت کے جو محض تمہارے عقیدے اور دین کی وجہ تم سے بغض و عداوت رکھتا ہو۔ الا آنکہ تم اس کی بات مان کر اس کے عقیدہ اور اصول و مبادی کی پیروی کرنے لگو۔ خواہ اس کا عقیدہ جیسا کچھ بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔ یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے تا آنکہ تم ان کے دین کی پیروی کرنے لگو۔

جو شخص حق سے جتنا ہی زیادہ دور اور باطل پرستی میں پختہ اور گہرا ہوگا، اہل حق سے اس کی عداوت و دشمنی اتنی ہی زیادہ سخت اور بدترین ہوگی۔ اسی بنا پر اسلام اور اس کے ماننے والوں سے یہود و مشرکین کی عداوت بڑی سخت اور گہری ہے، اور مسلمانوں کی عزت و آبرو اور جان و مال کو برباد کرنے میں وہ کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔ ایمان والوں کے سب سے بڑے دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو آپ پائیں گے۔ چنانچہ یہ یہودی ——— جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور انہیں بندر، سور اور شیطان کا پجاری بنا دیا اور ان کے بارے میں یہ فرمایا کہ: یہ جھوٹی باتیں سننے کے عادی اور حرام خوری کے خوگر ہیں، اور انہوں نے یہ کہا کہ: عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔

اور یہ کہ: اللہ کا ہاتھ تنگ ہے،، اور یہ کہ اللہ محتاج اور ہم غنی ہیں ——— ان کا حال اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (۵-۶۴)

اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ تنگ ہے، ان کے ہی ہاتھ تنگ ہوں۔ اور ان کی بکواس بکنے سے ان پر پھٹکار پڑے۔ بلکہ دو توں ہاتھ اس کے کھلے ہوئے ہیں (ایسے کہ) جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور جو کلام تیرے

AsliAhleSunnet.com

پروردگار کی طرف سے تجھ کو ملا ہے ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر بڑھاتا ہے (کیونکہ یہ اسے سن کر کفر میں ترقی کر جاتے ہیں) ہم نے عداوت اور بغض ان میں قیامت تک ڈال دیا ہے۔ جب کبھی (مسلمانوں کے مقابلے میں) لڑائی کی آگ بھڑکائیں گے۔ خدا اس (آگ) کو بجھا دے گا اور ملک میں فساد کئے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

ان یہودیوں کا یہی طریقہ ماضی میں تھا اور ان کا یہی سلوک تمام انبیاء و رسل اور اولیاء اللہ کے ساتھ رہا ہے۔ یہ لوگ برائیوں کے ساتھی اور اچھائیوں کے دشمن ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کے باغی ہیں۔ نہ بھلائیوں کے قریب پھٹکتے اور نہ برائیوں سے کنارہ کش رہتے ہیں، یہودی قوم کی نشو و نما ہی مادہ پرستی اور حق دشمنی ظلم و شقاق۔ بدکاری و عناد اور عداوت جیسے اوصاف قبیحہ پر ہوتی ہے۔ بھلا ایسی قوم سے صلح و اصلاح کی توقع کیونکر رکھی جائے۔ مسلم رہنماؤں میں جس کی بھی یہ کوشش ہے کہ بغیر طاقت استعمال کئے ان کے شر کو روک دے تو وہ امیدوں کے اس قلعہ کو کھوکھلی بنیادوں پر تعمیر کر رہا ہے۔ یہ قوم اسلام۔ عدل و انصاف اور امن و سلامتی اور انبیاء اللہ اور مومن بندوں کے دشمن ہیں، مسلمانوں کے حق میں نہ تو ان کو رشتہ کا لحاظ ہے نہ وعدہ کی پابندی کا (بیشک) یہی زیادتی کرنے والے ہیں۔ انہوں نے بارہا پرامن لوگوں پر زیادتی کی ہے۔ کمزوروں کو ستایا ہے اور عہد و پیمان کو توڑا، اور میثاق و معاہدہ کو پس پشت ڈالا ہے۔ قتل و خوں ریزی۔ لوٹ کھسوٹ اور بے حرمتی کرنا ان کا شیوہ ہے۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ کو جلانے اور شعائر اسلامیہ کی بے حرمتی کی جرأت کی ہے۔ اور اب دوبارہ نمازیوں سمیت اسے ڈھا دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ یہ ہے ان کی گھناؤنی کرتوت اور بری مجرمانہ حرکت، اور یہ ہے ان کا اللہ کے گھروں کو کھنڈر بنا دینے کا عمل، جن کے بارے میں اللہ کا یہ حکم ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح و شام اللہ کے نیک بندے تسبیحیں پڑھتے ہیں، جن کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے، نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کر سکتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں مارے خوف کے دگرگوں ہو جائیں گی۔"

انہوں نے اس جرم عظیم ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اللہ کے مقدس گھر میں پناہ لینے والے مومنین کو مسلمانان عالم کے شعور و احساس کی پروا کئے بغیر بے دردی اور حقارت کے ساتھ قتل کر دیا۔

کہاں ہیں مسلمان؟ اور شعائر دینیہ، عبادت گاہوں اور مقامات مقدسہ کے سلسلہ میں ان کی غیرت؟

AsliAhleSunnet.com

حق کی حمایت و مدد اور دشمنان دین سے جہاد کے لئے مقدور بھر کوشش اور عملی اقدام ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے دین، سچائی اور حق کے لئے جہاد کا نام ہے۔ جہاد صرف اللہ کے لئے تاکہ اس کا کلمہ سربلند اور اہل کفر کی بات نیچی رہے جہاد کسی اور مقصد کے لئے نہیں۔ جان کے ساتھ جہاد شہادت کی طلب میں، مال کے ساتھ جہاد اللہ کی راہ میں اسے خرچ کرکے۔ زبان و قلم کے ذریعہ جہاد اور مالک کائنات جس کے ایک کلمہ کن سے ہر شیٔ کا وجود ہے۔ کی بارگاہ میں دل گہرائیوں سے نکلی ہوئی اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا سحر گاہی کے ذریعہ جہاد۔

لیکن اے بندگان خدا! نصرۃ الٰہی اور دشمن پر غلبہ و فتح اور دعا کی قبولیت کے لئے لازمی شرط اللہ پر صحیح طریقہ سے ایمان ہے۔ ایسا حقیقی ایمان جس سے متصف لوگوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ " ایمان دار بس وہی لوگ ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے کانپ جاتے ہیں اور جب اللہ کے حکم ان کو سنائے جاتے ہیں تو ان کا ایمان اور بھی تازگی میں بڑھتا ہے اور اپنے پروردگار ہی پر وہ بھروسہ کرتے ہیں (یعنی وہ لوگ جو نماز پنجگانہ بروقت بہ پابندی جماعت) ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں (سچ پوچھو تو) یہی (سچے) مومن ہیں، انہی کے لئے خدا کے یہاں (بلند) درجے ہیں۔ اور (گناہوں پر) بخشش (اور ان کے لئے) عزت کی روزی (مقرر ہے) یہ ہے حقیقی اور سچے مومن کی تعریف محض نام کا ایمان کسی کام کا نہیں۔ اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ایسے شخص کا ایمان سے بھلا کیا واسطہ جو تخریبی اصولوں کو اپنائے اور جادۂ حق سے منحرف دھارے میں بہہ رہا ہو۔ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو نماز اور روزوں کی پابندی نہ کرتا ہو اور نہ ہی احکام خداوندی اور فرمودات نبویہ پر کاربند ہو۔ اس کے پاس نہ تو رب سے جوڑنے والا عمل ہے اور نہ ہی برائیوں اور ناپسندیدہ امور سے باز رکھنے والی پر خلوص نماز، اور نہ ہی اللہ کے ساتھ اس کا معاملہ سچا ہے کہ اس کی برکت سے شکوک و شبہات کی کھائیوں میں گرنے سے بچ سکے۔

پس اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے رب پر ایمان کو عملی جامہ پہناؤ۔ کھلی ہوئی کامیابی مدد اور غلبہ سے سرفراز ہوگے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ۔ ھُوَ سَمّٰکُمُ

AsliAhleSunnet.com

المُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ، اور اللہ کی راہ میں ایسی کوشش کرو جو اس کا حق ہے (جان سے مال سے، دیکھو) اوسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور دین کے احکام میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی (پس تم) اپنے باپ ابراہیم کا دین اختیار کرو اسی (اللہ) نے اس (کتاب) سے پہلے اور اس کتاب (قرآن) میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے (پس تم مسلمان یعنی خدا کے فرماں بردار بنے رہو) تاکہ رسول تم پر اور تم عام لوگوں پر گواہ ہو جاؤ، (قیامت کے روز انبیاء کی تبلیغ کی شہادت دے سکو اور تمہاری شہادت معتبر مانی جائے) پس تم نماز قائم رکھو اور (مال کی) زکوٰۃ دیتے رہو اور (بڑی بات یہ ہے کہ تم) اللہ ہی سے چنگل مارو (اسی کا سہارا ڈھونڈو اسی کے ہو رہو) وہی تمہارا مولیٰ ہے وہی سب سے اچھا مولیٰ ہے اور سب سے اچھا مددگار۔

نفعني الله وإياكم بالقرآن العظيم وبهدي سيد المرسلين وأقول قولي هذا واستغفر الله العظيم الجليل لي ولكم ولسائر المسلمين من كل ذنب فاستغفروه انه هو الغفور الرحيم۔

ذمہ داران مدارس سے

جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس سے اکثر جماعتی مدارس اپنی کارکردگی اور تعلیمی و تعمیری منصوبوں کی تصدیق و توثیق کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں مدارس کے ذمہ داران سے گذارش ہے کہ جامعہ سلفیہ سے کسی قسم کی تصدیق کے لئے وہ پہلے اپنے صوبہ کی جمعیت کے صدر یا ناظم سے اپنے ادارہ سے متعلق ایک تصدیق حاصل کرلیں۔ پھر اسے اپنی درخواست کے ساتھ جامعہ سلفیہ کے ناظم اعلیٰ کی خدمت میں پیش کریں اس طرح ان کی درخواست پر فوری طور پر کارروائی ممکن ہو سکے گی۔

صوبائی جمعیت کی تصدیق کے بغیر کسی ادارہ کی درخواست قابل غور نہ ہو گی۔ والسلام علیکم

(دفتر جامعہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس)

AsliAhleSunnet.com

بزم طلبہ

فقہ اسلامی کی تشکیل جدید

ضرورت اور طریقہ

زبیر احمد متعلم جامعہ سلفیہ (درجہ عالمیت چہارم)

اسلام جس کے بارے میں یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ وہ ایک زندہ مذہب ہے۔ ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ زندگی کے ہر ہر گوشے کے متعلق اس کے اندر ہدایات ہیں وہ دوسرے مذاہب کی طرح کوئی جامد اور بے حرکت مذہب نہیں ہے بلکہ متحرک فعال اور لچک دار مذہب ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا واقعی وہ اس تغیر پذیر دنیا کی مشکلات حل کر سکتا ہے۔ آج جب کہ نئے نئے مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ سائنس دانوں کے عجیب وغریب انکشافات اور ٹکنالوجی کی غیر معمولی ترقی نے دنیا کو محو حیرت بنا دیا ہے۔ عقلیت و مادیت کا دور دورہ ہے اقتصادی حالت بدل گئی ہے سیاست نے ہر چیز پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ تہذیب وتمدن تبدیل ہو چکا ہے اس طرح کے سوالات آج کے جدید ذہن رکھنے والے طبقے کے اندر اٹھتے رہتے ہیں آج جہاں علوم وفنون کی ترقی مغربی تہذیب کے غلبے اور مسلسل جھوٹے پروپگنڈے نے ایک طبقہ کو اس احساس کمتری میں مبتلا کر دیا ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح ایک جامد مذہب ہے اور عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا وہیں ہمارے علماء کے جمود و تعطل، زمانے کے تقاضوں سے ناواقفیت، اجتہاد کے فقدان اور قدامت پسندی و تقلید جامد نے بھی اس احساس کے ابھرنے اور پنپنے میں مدد دی ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہر زمانے کے تقاضے پورے کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے اور تمام مسائل کو بآسانی حل کر سکتا ہے لیکن اس کا واحد طریقہ کار اجتہاد ہے۔

AsliAhleSunnet.com

تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی زمانے کی تغیر پذیری کی وجہ سے نئے نئے مسائل اور تقاضے سامنے آئے۔ علماء و فقہاء نے ذہنی کدوکاوش غور و فکر اور اجتہاد سے کام لے کر انہیں حل کرنے کی بھرپور اور کامیاب کوشش کی چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب اسلامی سلطنت وسیع ہوگئی اور قیصر و کسریٰ کی مملکتیں اسلامی قلمرو میں داخل ہوگئیں تو سیاسی اقتصادی اور اجتماعی طور پر بہت سے نئے نئے مسائل پیش آئے لیکن حضرت عمرؓ نے جنہیں زمانۂ جاہلیت میں ایک قبیلے کی سرداری بھی حاصل نہیں تھی کتاب الٰہی میں مہارت سنت نبوی کے تتبع اور شریعت فہمی و اجتہاد کی بنا پر ایسا انتظام کیا کہ یہ سارے مسائل نہایت کامیابی کے ساتھ اس طرح حل ہوگئے کہ اس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج کی مشکلات حل کرنے کے لئے بھی اسلام ہی کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے اور وہی سارے امراض کا مداوا ہے لیکن اس کے لئے شرط ہے کتاب و سنت میں تفقہ اور غور و فکر کرنے کی اور معلوم ہے کہ اس کی ذمے داری ہمارے علماء کرام پر ہے۔ اسی لئے جب کبھی علماء کرام نے اپنی ذمے داری بھلادی زمانہ شناسی کے جوہر سے خالی ہوئے اور ان کے اندر جمود و تعطل پیدا ہوا تو مذہب اسلام کو کافی خسارہ پہونچا اور امت اسلامیہ کو طرح طرح کی مشکلات سے سابقہ پڑا اس کی زندہ مثال ترکی کو لے لیجئے۔ ترکی کے اندر مصطفیٰ کمال کے زمانے میں جو انقلاب برپا ہوا اور اسلامی قانون کے بجائے یورپی قوانین کو نافذ کرنے میں اس نے جس طرح غلو پسندی اختیار کی اور اس مقصد کی خاطر ہزاروں علماء کی جانیں ضائع ہوئیں اس کی ایک وجہ اگر مغربی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون سے مرعوبیت تھی تو دوسری وجہ مولانا ابوالکلام کی زبانی سنئے۔"

وہ فرماتے ہیں کہ، "یہ اس عقیم نصاب تعلیم کا نتیجہ تھا جس نے نئے نئے انداز فکر کو نظر انداز کردیا اور ان علماء کا قصور تھا جو ہنوز افلاطون و ارسطو کے در کی جاروب کشی میں مصروف ہیں دنیا بدل گئی ہے علوم و فنون کہاں سے کہاں پہونچ گئے۔ فکر و نظر کا معیار کچھ سے کچھ ہوگیا۔ ذہنوں کے سانچے یکسر بدل گئے۔ لیکن ہمارے علماء ہنوز یونانیوں کے پس خوردہ پر قناعت کئے ہوئے ہیں۔" آگے چل کر مولانا فرماتے ہیں کہ اس کا علاج یہ ہے کہ جدید علوم و فنون کو نصاب میں شامل کریں۔ مذہب کے اصلی سرچشموں تک رسائی حاصل کریں تقلید جامد کو ترک کردیں خود ساختہ رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد ہوں۔ کتاب و سنت کے اصل نصوص کو غور و فکر کا مرکز بنائیں اگر ہم نے ایسا کرلیا تو عصر حاضر کے مشکلات کو حل کرسکیں گے اور لادینی کے سیلاب کو روک سکیں گے ورنہ ہماری کہنہ دیواروں میں

AsliAhleSunnet.com

یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وقت کے اس تیز دھارے کو روک سکیں۔

غرض موجودہ دور میں جو نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں ان کے حل کے لئے واحد ذریعہ یہ ہے کہ مسلمان اسلام کی تعلیم کو سمجھیں۔ پھر زمانے کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر ایک جدید فقہ کی تشکیل کریں جس سے فکر اسلامی میں وسعت پیدا ہو اور جو ارتقاء پسند ذہن اور ارتقاء پذیر معاشرہ کو اپنے اندر سمو سکے۔

جدید فقہ کی تشکیل سے پہلے مجتہد کو یہ دیکھنا ہوگا کہ اسلام میں قانون سازی کس طرح کی جاتی ہے اس کے بنیادی اور فروعی ماخذ کیا ہیں اجتہاد کا طریقہ اور اس کی حد کیا ہے ساتھ ساتھ فقہ کے تاریخی ارتقاء پر بھی نگاہ رکھنا ضروری ہے اس سلسلے میں جدید تدوین کی احتیاطی صورت یہ ہے کہ قانون کو دو حصوں میں منقسم کر دیا جائے ایک وہ جس کا تعلق عقائد و عبادات سے ہے۔ اخلاق یا انسانی زندگی کے غیر متبدل حقائق سے ہے مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ میراث کے احکام جھوٹی گواہی کی سزا۔ زنا کی حرمت وغیرہ۔ اس میں نہ کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہے اور نہ اجتہاد کی حاجت۔ دوسرا وہ جس کا تعلق معاشرت۔ معاشیات و سیاسیات وغیرہ ملکی انتظامی قانون سے ہے۔ اس کے اندر زمانہ کے تقاضوں کے مطابق فقہ اسلامی کے ماخذ کو سامنے رکھ کر اجتہاد کیا جاسکتا ہے۔ اور اس میں اجتہاد کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔

اب آیئے فقہ اسلامی کے ماخذ پر غور کریں جن کی مدد سے ایک مجتہد مسائل کا استنباط کرتا ہے علماء کی تحقیق میں فقہ اسلامی کے چار بنیادی ماخذ ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول (۳) اجماع امت (۴) قیاس مجتہدین۔

پہلا ماخذ کتاب اللہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے جانب سے بتدریج نازل کی گئی ہے قرآن میں زیادہ تر اصولی چیزیں بیان کی گئیں ہیں۔ جزوی قوانین کی تفصیل بہت کم ہے۔ جزوی قوانین کے نہ بیان کرنے میں قرآن کی حکمت یہ ہے کہ اگر جزوی قوانین بیان کر دیئے جاتے۔ اور عملی شکل کے تمام خاکے تیار کر دیئے جاتے تو قرآن کو دستوری حیثیت حاصل نہ ہوتی بلکہ اس کی تعلیم مخصوص زمانہ تک محدود رہ جاتی اور ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت اس کے اندر باقی نہ رہتی مثال کے طور پر حکومت کے سلسلے میں قرآن نے فرمایا ہے کہ یہ خدا کی نیابت ہے اور ساتھ ساتھ یہ ذہن نشین کرا دیا ہے کہ اس کے انتظام کو چلانے کے لئے شورائی نظام کا ہونا ضروری ہے اور چند اور بنیادی باتیں بتا دیں لیکن اس کا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے شورائی نظام

AsliAhleSunnet.com

کس طرح منعقد ہو۔ ان تمام جزئیات کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی بلکہ ذرائع اور طریقہ کار کا فیصلہ حالات اور زمانہ پر چھوڑ دیا چنانچہ صحابہ کرام اور فقہائے امت نے اپنے اپنے زمانے کے مطابق جزئیات کی تفاصیل پر روشنی ڈالی اس لئے آج بھی ہمیں حق ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے حالات کو پیش نظر رکھ کر جزئیات مرتب کریں۔

فقہ اسلامی کا دوسرا ماخذ سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال و تقریر کو سنت کہتے ہیں سنت قرآن کی شرح و تفصیل ہے اور سنت میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جس کا قرآن نے اجمالاً یا تفصیلاً ذکر نہ کیا ہو۔ تدوین فقہ کے مرحلہ میں سنت سے کام اسی وقت لیا جاسکتا ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے سیاسی معاشی۔ اقتصادی۔ معاشرتی اور اجتماعی حالات کا جائزہ لے لیا جائے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

ان كنت تريد النظر فى معانى شريعة رسول الله فتحقق اولا حال الاميين الذين بعث فيهم التى هى مادة التشريعيه وثانيا كيفية اصلاحه لها بالمقاصد المذكورة فى باب التشريع والتيسر واحكام الملة۔

لہذا سنت میں اگر کوئی چیز اس طرح کی ہو جس کا تعلق عقائد، عبادات اخلاق و معاملات حلت و حرمت سے ہو تو اس کے اندر اجتہاد کی گنجائش نہیں البتہ وہ احکام جس کا تعلق عارضی سیاست و مصلحت مثلاً جنگ کے طریقے وغیرہ سے ہو تو اس میں اجتہاد کرکے زمانے کے حالات کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

فقہ اسلامی کا تیسرا ماخذ اجماع ہے۔ اجماع کی تعریف یہ ہے هو اتفاق اهل الحل والعقد من امة محمد صلى الله عليه وسلم على امر من الامور یعنی کسی معاملے میں امت محمدیہ کے اہل حل وعقد کا اتفاق کرلینا اجماع کی اہمیت و ضرورت اس وجہ سے ہے کیونکہ جزوی و فروعی چیزیں ہر زمانے میں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور ان کا براہ راست جواب قرآن و حدیث میں موجود نہیں ہوتا ہے لہذا ایسے ضابطے کی ضرورت ہے جس کے تحت نئے مسائل کا حل تلاش کیا جاسکے اسی ضرورت کے تحت اجماع کو بنیادی اصل قرار دیا گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام اہم معاملات میں صحابہ سے مشورہ کیا کرتے تھے اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ کے زمانے میں بھی چھوٹے بڑے صحابہ کے مشورہ کی روشنی میں مسائل حل کئے جاتے تھے۔

فقہ اسلامی کا چوتھا ماخذ قیاس ہے۔ قیاس کی تعریف یہ ہے تقدير الفرع بالاصل فى الحكم

AsliAhleSunnet.com

والعلۃ ۔ یعنی حکم و علت میں فرع (نئے مسئلہ) کو اصل کے مطابق کرنا۔ قیاس کی ایک شکل یہ ہے کہ جو چیزیں قرآن و حدیث اور اجماع سے صراحتاً ثابت ہوں ان کے الفاظ و معانی میں غور کیا جائے۔ پھر اقتضاء، کنایہ۔ اشارۃ۔ حمل النظیر وغیرہ کے تحت نئے مسئلے حل دریافت کیا جائے اس طرح بہت سے مسائل ظاہر الفاظ و معانی سے حل ہو جائیں گے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ منصوص حکم کی علت معلوم کی جائے پھر اگر وہی علت اس نئے مسئلے میں ہو تو وہی حکم اس کا بھی ہوگا۔ حضورؐ اور صحابہ کرام سے قیاس کا ثبوت ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو جب بصرہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو اس وقت جو فرمان دیا تھا اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ اعرف الاشباہ والنظائر وقس الامر برایک۔

اب آئیے فقہ اسلامی کے تدریجی ارتقاء پر بھی کچھ روشنی ڈالتے چلیں جس سے ہمیں تاریخ فقہ اسلامی کا پورا اندازہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے آج تک فقہ اسلامی پر چھ ادوار گذرے ہیں

(۱) فقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔ اس دور میں چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ تھے قانون سازی اور فتویٰ وغیرہ دینے کا معاملہ آپ ہی کے ذمے تھا اس لئے کوئی بھی معاملہ پیش آتا تو صحابہ آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ نہایت ہی واضح طریقے سے اس کی رہنمائی کر دیتے اس وجہ سے فقہ کی ترتیب و تدوین کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس دور میں فقہ کے دو ماخذ تھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور ماخذ استخراج مسائل اور استدلال بھی ظاہر ہو چکا تھا لیکن صرف ایسے مواقع پر جب قرآن اور پیغمبرؐ کا حکم معلوم کرنے کا موقعہ نہ ہوتا۔

(۲) فقہ بعہد کبار صحابہؓ۔ یہ دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع ہو کر خلافت راشدہ کے اختتام پر ختم ہو جاتا ہے اس دور میں اسلامی سلطنت میں وسعت پیدا ہوئی نئی نئی فتوحات ہوئیں اس بناء پر اقتصادی سیاسی اجتماعی ہر طرح کے مسائل پیدا ہوئے چنانچہ اس دور میں ضرورتوں کے پیش نظر مسائل حل کرنے کے لئے اجماع و قیاس کا اضافہ ہوا اور فقہ اسلامی کے اندر وسعت پیدا ہوئی لیکن اس دور میں فقہ صرف عمل میں موجود رہی اس کی باقاعدہ ترتیب و تدوین نہیں ہوئی بلکہ جو مسائل پیش آتے تھے اس کو حل کر لیا جاتا تھا اسی طرح سے صحابہ کرام کے درمیان بہت سے مسائل میں اختلاف بھی ہوا اس زمانہ کے مشہور فقیہ حضرت ابو بکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ معاذ بن جبلؓ

AsliAhleSunnet.com

زید بن ثابت رضؓ ابی بن کعب رضؓ وغیرہ ہیں۔

(۳) فقہ صغار صحابہ اور تابعین کے دور میں۔ یہ دور حضرت معاویہ رضؓ کی حکومت یعنی سنہ ۴۱ھ سے شروع ہو کر دوسری صدی ہجری کی ابتدا تک رہتا ہے فقہ کی باقاعدہ ترتیب و تدوین کا کام اسی دور میں ہوا حدیث کی روایت کرنے کا سلسلہ بھی اسی دور میں رائج ہوا۔ اس دور میں دو گروہ وجود میں آئے ایک وہ جو حدیثوں کو سامنے رکھ کر فتویٰ دیتا اور دوسرا گروہ شریعت کو عقلی اور اصولی معیار سے دیکھتا پہلے کی طرف اہل حجاز کا میلان تھا اور دوسرے کی طرف اہل عراق کا۔ اس دور میں قیاس استحسان۔ استصلاح وغیرہ کا کثرت سے استعمال ہونے لگا۔

(۴) چوتھا دور فقہ کا وہ ہے جب اس نے ایک مستقل علم کی حیثیت اختیار کر لی اور بڑے بڑے فقہاء اس دور میں پیدا ہوئے جن کی تقلید آج تک کی جاتی ہے مثلاً امام ابو حنیفہ۔ امام شافعی۔ امام مالک اور امام احمد وغیرہ اسی دور میں حدیث کی تدوین ہوئی امام شافعی نے اصول فقہ کے اندر اپنی کتاب الرسالہ لکھ کر مستقبل میں اجتہاد کے راستے کو ہموار کر دیا اس وجہ سے تاریخ فقہ اسلامی میں اس دور کو بڑی اہمیت حاصل ہے یہ دور تیسری صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جاتا ہے۔

(۵) پانچواں فقہ اسلامی کا وہ دور ہے جس میں ائمہ کے مسائل کی تحقیق کے لیے جدل کی گرم بازاری ہوئی بڑی بڑی کتابیں تصنیف ہوئیں اور نہایت کثرت سے فقہی مسائل پیدا ہوئے یہ دور چوتھی صدی کی ابتدا سے زوال سلطنت عباسیہ تک قائم رہا۔ اس دور میں ممالک اسلامیہ پہ اگرچہ زوال آیا لیکن علمی حالات میں برابر ترقی ہوتی رہی اور علماء نے فقہ اسلامی کے متعلق بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے لیکن افسوس کی جو روشن خیالی اور بلند روح پہلے کے لوگوں میں پائی جاتی تھی وہ بالکل مفقود ہو گئی اور اس کی جگہ تقلید نے لے لی جس کے اندر علماء و عوام سب شریک ہو گئے اور یہ مہلک مرض اس طرح سے لوگوں کے اندر سرایت کر گیا کہ فقہائے حنفیہ کے پیشوا امام ابو الحسن عبید اللہ الکرخی نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہر وہ آیت یا حدیث جو اس طریقے کے مخالف ہو جس پہ ہمارے اصحاب ہیں وہ یا تو ماؤل ہے یا منسوخ ہے۔ اس طرح مسائل کو شریعت کی کشادگی کے دائرے میں حل کرنے کے بجائے لوگوں کے اندر اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے جوش و تعصب کی آگ بھڑک اٹھی اور جدل کی گرم بازاری ہوئی اور کل حزب بما لدیھم فرحون کے تحت ہر طبقہ کے جوشیلے لوگ اپنے

بقیہ صفحہ ۲۹ پر

AsliAhleSunnet.com

بیت المقدس

مسلسل یہودی جرائم کی زد میں

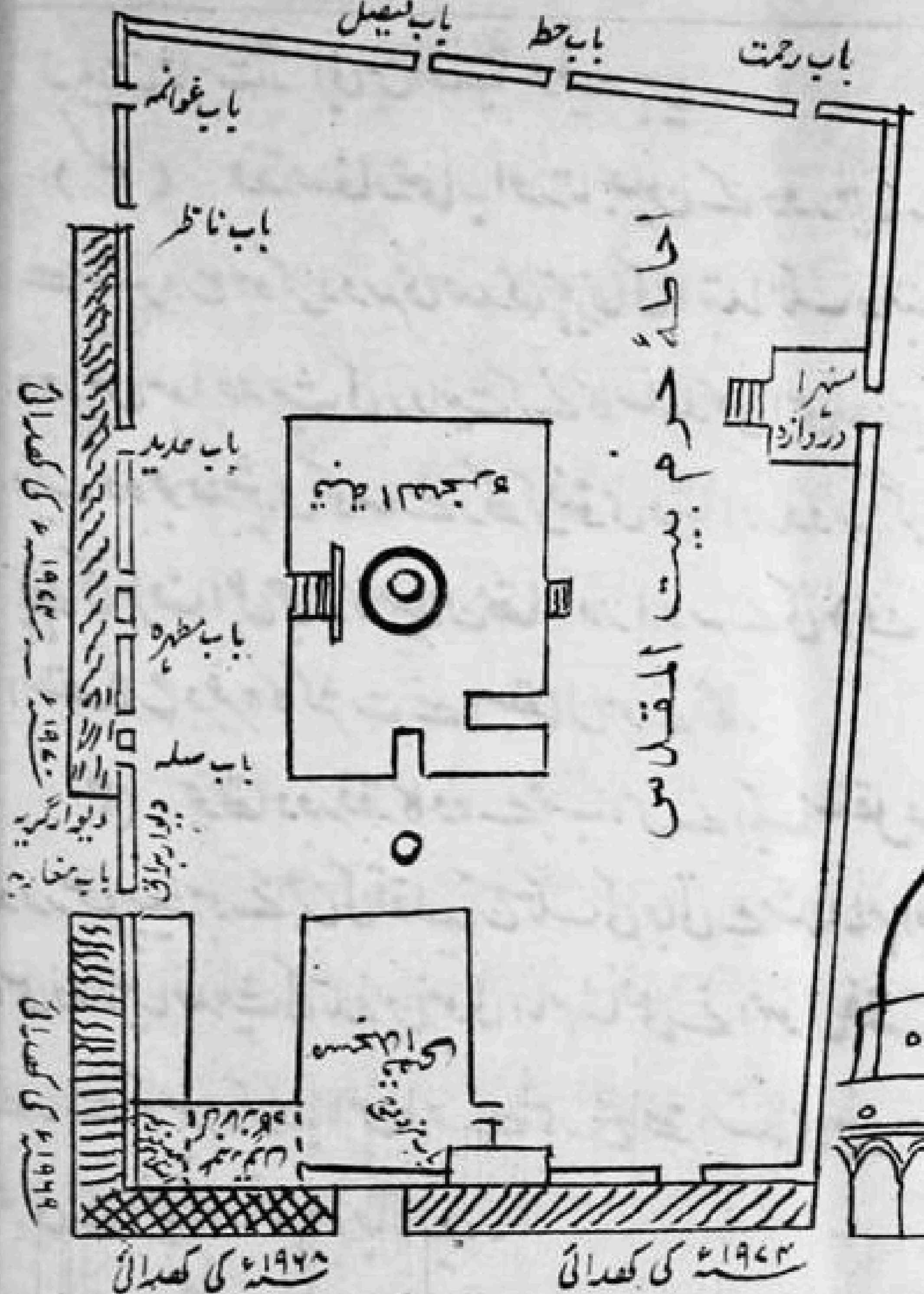

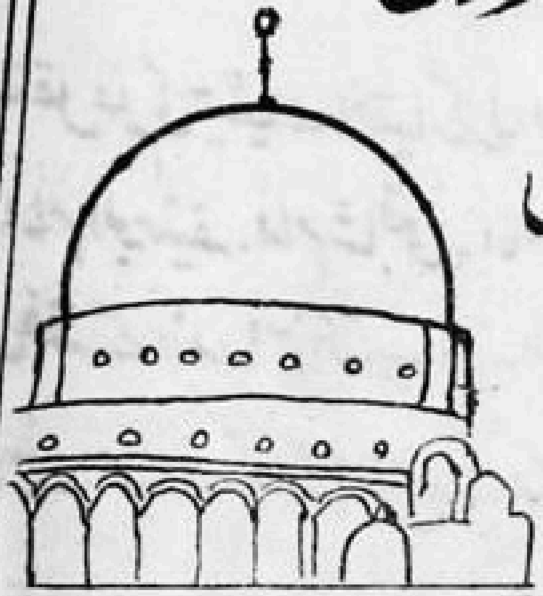

۱۱ اپریل ۱۹۸۲ء کو مسجد اقصیٰ کے صحن میں ایک امریکن نژاد یہودی فوجی نے اچانک گولیاں برسانی شروع کردیں آدھ گھنٹے بعد جب اس کا ذخیرہ ختم ہوا تو اس کے دوسرے ساتھیوں نے اسے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اور مسلمان اس سے انتقام نہ لے سکے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں مسجد اقصیٰ کے پہرہ دار دو، مصلیوں اور وضو کرنے والوں میں سے پندرہ افراد ہلاک اور کوئی ایک سو افراد زخمی ہوئے۔ جن میں سے اکثر کی حالت نازک تھی۔ گنبد پر بھی جگہ جگہ شدید خراشیں آئیں۔ واقعے سے پہلے مسجد کی بنیادوں میں کئی بار بارودی سرنگیں رکھی گئی تھیں۔ لیکن مسجد کے مسلمان پہرے داروں نے ہر بار ناکام بنا دیا تھا۔ آخری ناکامی کے بعد مذکورہ حادثہ پیش آیا۔ اسرائیل نے حقائق پر پردہ ڈالنے کے لئے مجرم کو اسی طرح پاگل باور کرانے کی کوشش کی ہے جیسے اگست ۱۹۶۹ء میں مسجد اقصیٰ کے اندر آگ لگانے والے کو پاگل باور کرانا چاہا تھا۔

سور اور بندر بنائے جانے والے یہود کے موجودہ وارثین عرصے سے مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کی فکر میں ہیں۔ لیکن یہ ایک جزوی اور ذیلی مسئلہ ہے۔ اصل مسئلہ خود فلسطین کی زمین پر یہودی ریاست کا وجود ہے جس کے بقاء و استحکام

AsliAhleSunnet.com

میں عرب کے بد دماغ، بد دین اور وطن فروش حکمرانوں کا مجرمانہ حصہ مغربی استعمار سے بڑھ کر ہے جب تک ان ناپاک حکمرانوں کا صفایا نہیں ہو جاتا عالم اسلام کی مصیبت ختم نہیں ہو سکتی۔

یہود مسجد اقصیٰ کو ڈھانے اور اسلامی آثار کو مٹانے کے لئے جس منصوبہ بند طریقے پر مسجد اقصیٰ کے گرد و پیش کھدائی کر رہے ہیں اسے اوپر کے نقشہ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ کھدائی خاصی گہری اور ۱۴ میٹر چوڑی ہے جس سے ساری دیواریں خطرے میں ہیں۔ بلکہ باب حدید اور اس کے گرد و پیش کی دیواریں ایک بار گر بھی چکی ہیں۔

افغانستان خدائی مدد

قرآن میں بتایا گیا ہے کہ تقویٰ اور صبر کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج کر مدد کرتا ہے۔ افغانستان میں اس کے کئی نمونے دیکھے جا چکے ہیں

۱۔ اٹلی کا ایک کیتھولک، کمیونسٹ صحافی افغانستان آیا تھا۔ اٹلی کے ٹیلیویژن اور اخبار ابرسو میں اس کا یہ بیان نشر ہوا ہے کہ میں نے مجاہدین پر روس کا ایک نہایت ہی سخت اور خوفناک ہوائی حملہ دیکھا لیکن بے پناہ بمباری کے بعد صرف ایک مجاہد زخمی ہوا۔ جانتے ہو وجہ کیا ہے؟ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کچھ سفید چڑیاں جہاز سے گرتے ہوئے گولوں کو پکڑ لیتیں اور مجاہدین کے ٹھکانوں سے دور گرا آتی تھیں۔

۲۔ افغان باشندوں کا بیان ہے کہ اب روسی فوجیں کسی گاؤں میں تفتیش کے لئے گھستی ہیں تو عموماً یہ پوچھتی ہیں کہ مجاہدین جن گھوڑوں پر سوار ہو کر ہم سے لڑتے ہیں ان کا اصطبل کدھر ہے؟ لوگ تعجب سے کہتے ہیں کہ مجاہدین تو گھوڑا استعمال ہی نہیں کرتے روسی کہتے ہیں۔ ہم نے انہیں خود سفید لباس میں ملبوس اور گھوڑوں پر سوار لڑتے دیکھا ہے۔

۳۔ ایک معرکے میں ساڑھے تین سو مجاہدین اور پانچ ہزار کمیونسٹوں کا مقابلہ ہوا۔ ان کے پاس چالیس ہوائی جہاز اور ایک ہزار آرمڈ گاڑیاں اور ٹینک تھے۔ پانچ دن جنگ ہوئی نتیجہ یہ رہا کہ چالیس مجاہد شہید ہوئے لیکن ۲۳۶۴ کمیونسٹ مارے گئے اور چھ سو قید ہوئے۔ مجاہدین کو ۲۸۰ کلاشنکوف گنیں ہاتھ لگیں۔

۴۔ ایک بار مجاہدین کے ایک دستے کی رسد ختم ہو گئی۔ اور وہ روسیوں کے محاصرہ میں آ گیا اسی دوران روسی فوجیوں کو کھانا پہنچانے کے لئے چھاتہ بردار فوج کے کچھ افراد ہوائی جہازوں سے پیراشوٹ کے ذریعہ اترنا شروع ہوئے۔ لیکن زور کی ہوا چل پڑی اور وہ مجاہدین کے ٹھکانوں پر جا گرے۔ مجاہدین نے انہیں فوراً قتل کر دیا۔ مزے سے کھانا کھایا۔ اور تازہ دم ہو کر محاصرہ توڑ دیا۔

(المجتمع کویت ۴ مئی ۱۹۸۲ء)

بقیہ ص ۵۶ پر

AsliAhleSunnet.com

جماعت وجامعہ

ڈاکٹر عبد الحلیم عویس کی تشریف آوری

موصوف علمی اور فکری گہرائی وگیرائی کے لحاظ سے ایک ممتاز شخصیت ہیں مصر آپ کا وطن ہے۔ اور جامعۃ الامام محمد بن سعود۔ ریاض، سعودیہ عربیہ۔ میں مدرس ہیں۔ جامعہ سلفیہ سے آپ کو قلبی لگاؤ ہے۔ اسی لئے دیگر ممالک کی آسائشوں کو تج کر تعطیل کے ایام بنارس میں گذارنا پسند کرتے ہیں۔ موصوف دوبار پہلے بھی تشریف لا چکے ہیں۔ اس سال ۲۲ر اپریل کو تشریف لائے۔ پیشوائی کے لئے جامعہ کا نمائندہ دہلی میں موجود تھا۔ جو آپ کو بنارس ہمراہ لایا۔ یہاں ہوائی اڈہ پر ناظم اعلیٰ اور اعیان واساتذۂ جامعہ آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ۳ر مئی تک آپ نے قیام فرمایا۔ اس دوران آپ درسگاہوں میں جاکر طلبہ کو علمی دقیق نکات پر مشتمل نہایت مفید اور گراں قدر لکچر دیتے۔ اور ان کے سوالات پر بہت سے پیچیدہ مسائل کی گرہ کشائی کرتے۔ رات کو نماز عشاء کی فوراً بعد حاضرین مسجد علمی مذاکرے کی مجلس میں تبدیل ہو جاتے آپ کسی موضوع پر ایک جامع لکچر دیتے اس کے بعد طلبہ سوالات کرتے۔ اور آپ جواب دیتے۔

یہ مفید علمی سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ آخر میں آپ نے سیرت کے موضوع پر طلبہ کے درمیان مقابلہ کرایا۔ اور انعامات تقسیم کئے۔ درمیان میں دو دن کے لئے ندوہ (لکھنؤ) تشریف لے گئے۔ ۳ر مئی کو اصحاب جامعہ نے آپ کو الوداع کہا۔

امتحان

جامعہ کا تعلیمی سال اختتام پذیر ہے۔ ۱۶ر مئی سے امتحان کی تیاری کے لئے تعلیم بند کردی گئی ہے۔ ۲۳ر مئی سے امتحان شروع ہو کر ۳۰ر مئی کو ختم ہوا۔ ۱۱ر شعبان، ۴ر جون سے تعطیل کلاں شروع ہو گی۔ اور ۱۰ر شوال کو جامعہ دوبارہ کھل جائے گا۔ انشاء اللہ

جلسے اور اجتماعات

اللہ کے فضل سے جماعت میں بیداری کی جو لہر آئی ہے اس کے نتیجے میں جلسے، اجتماعات اور دوسرے پروگراموں کی اتنی بھرمار ہے کہ تفصیل تو درکنار، فہرست ہی دینی مشکل

AsliAhleSunnet.com

ہے۔ مختصراً اشارہ کیا جا رہا ہے۔ ۲۲/۲۳ اپریل کو ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں دو روزہ اجلاس ہوا۔ نیپال سے مولانا امجد نیپالی اور جامعہ سلفیہ سے مولانا صفی الرحمٰن، مولانا عبد السلام، مولانا عبد الوہاب حجازی، مولوی محمد اجمل مولوی محمد طیب اور قاری جلال الدین نے شرکت کی۔ جلسہ مفید اور موثر رہا۔ ۲۵ اپریل کو لوہیا (ملحقہ مبارک پور) ۲۶ اپریل کو حسین آباد (ملحقہ مبارکپور) میں مفید جلسے ہوئے۔ ۲۶/۲۷/۲۸ اپریل کو بھدوہی کے تین محلوں میں تین جلسے منعقد ہوئے۔ ۲۹/۳۰ اپریل و یکم مئی کو بگود میں راجستھان کا شاندار صوبائی اجلاس عام ہوا۔ جامعہ سلفیہ سے مولانا عابد رحمانی اور مولانا محمد رئیس ندوی نے شرکت کی۔

یکم۔ ۲ اور ۳ مئی کو بمبئی میں بڑے مصروف پروگرام رہے۔ یکم مئی کو ۱۱ بجے بنگالی مسجد مدنپورہ کا افتتاح ہوا یہ مسجد ادارۂ اصلاح المساجد نے تعمیر کرائی ہے۔ جس کے روح رواں مولانا مختار احمد صاحب ندوی ہیں جناب سلیمان البدر نائب قنصل کویت برائے ہند مہمان خصوصی تھے۔ مولانا عبد الوحید صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ صدر اجلاس تھے۔ مولانا مختار احمد ندوی، مولانا ظل الرحمٰن (صدر جمعیۃ العلماء بمبئی) شمس پیرزادہ اور مولانا محمد مستقیم نے تقریریں کیں۔ مولانا نور الدین کشمیری کی دعا پر پروگرام ختم ہوا۔ اور وہیں نماز ظہر پڑھی گئی اور کھانا کھایا گیا۔ عصر بعد سے عشاء سے کچھ پہلے تک جامعہ محمدیہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ عشاء بعد بھولا میدان میں خطاب عام تھا۔ مولانا کشمیری، مولانا مختار احمد ندوی اور مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری نے علی الترتیب تقریریں کیں۔

۲ مئی کو مرول کی جامع مسجد کا افتتاح تھا۔ اسے بھی ادارۂ اصلاح المساجد نے تعمیر کیا ہے۔ کوئی ۱۲ بجے افتتاحی تقریب ختم ہوئی۔ اور فوراً ہی مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس شروع ہو گیا۔ نماز ظہر اور وقفۂ طعام کے علاوہ ۴ بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ نہایت اہم اور بنیادی فیصلے ہوئے۔ پھر فوراً ہی شہر واپس آکر ادارۂ اصلاح المساجد کی میٹنگ شروع ہو گئی۔ اور مغرب سے کچھ پہلے ختم ہوئی۔ عشاء بعد پھر اجلاس عام ہوا۔ حافظ عبد المتین جونا گڈھی، مولانا مختار احمد ندوی اور شمس پیرزادہ کی تقریریں ہوئیں۔

۳ مئی کو صبح ۱۰ بجے پھر ادارۂ اصلاح المساجد کی میٹنگ شروع ہوئی۔ دوپہر سے وقفۂ استراحت تھا۔ عشاء بعد قافلہ مالیگاؤں روانہ ہوا۔ صبح ۱۰ بجے تک ساری چہل پہل جامعہ محمدیہ میں منتقل ہو چکی تھی۔ کوئی ۱۲ بجے مدرسہ عائشہ صدیقہ کا معائنہ، پھر ایک مختصر پروگرام، پھر جامعہ کے حدود اور تعمیرات کا معائنہ کیا گیا۔

AsliAhleSunnet.com

نمازِ عصر کے بعد باقاعدہ تقریروں کا پروگرام ہوا۔ جو نمازِ مغرب کے کوئی آدھ گھنٹہ بعد ختم ہوا۔

بمبئی اور مالیگاؤں دونوں جگہ کے سارے پروگراموں کی صدارت مولانا عبدالوحید صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ و صدر مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند نے فرمائی۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ مہاراشٹر میں اس بیداری کا سہرا مولانا مختار احمد ندوی کے سر ہے۔ ان پروگراموں میں ہندوستان کی چیدہ چیدہ شخصیتیں تشریف لائی تھیں اور پورا نظام جس مستعدی اور چابکدستی سے چلایا گیا وہ صرف لائق تحسین ہی نہیں بلکہ لائق پیروی بھی ہے۔

۱۶/ مئی کو مئو ناتھ بھنجن میں شائق اکیڈمی کا افتتاح کیا گیا۔ استاذ الاساتذہ مولانا عبداللہ صاحب شائق مرحوم بانی جامعہ اثریہ دار الحدیث، جماعت کے ایک ممتاز عالم دین تھے۔ اکیڈمی انہیں کی یادگار کے طور پر قائم کی گئی ہے۔

ضلع بستی کے مقامات یوسف پور میں ۱۲/۱۳/۱۴/ مئی کو۔ ستوا ننہ ڈومریا گنج میں ۱۴/۱۵/ مئی کو۔ اور ۱۶/۱۷/ مئی کو بانسی میں اجلاس ہوئے۔ آخر الذکر ضلعی اجلاس تھا۔

جب ضمیر مردہ ہو جاتا ہے

۱۶/۱۷/ اپریل سنہ ۱۹۸۲ء کو دہلی کے اوکھلا علاقہ میں مرحوم دار الحدیث رحمانیہ کے احیاء کا ڈرامہ اسٹیج کیا گیا۔ کچھ لوگ جنہوں نے جماعت کے متفقہ اور بار بار کے فیصلے کے باوجود جماعت کی جائداد اور سرمائے کو غصب کر رکھا ہے۔ اور بقلم خود جمعیۃ بن بیٹھے ہیں۔ اور کچھ لوگ جنہیں مسلسل غبن، خیانت اور خرد برد کے سبب ان کے دیار و اطراف کے لوگوں نے کھدیڑ بھگایا ہے یہی لوگ اس ڈرامے کے کردار تھے انہوں نے خوبصورت اشتہار اور دعوت نامے کی طباعت اور تقسیم اور ڈرامہ گاہ کی آرائش پر جماعت کا سرمایہ پوری بے دردی کے ساتھ خرچ کیا۔ ذات۔ برادری۔ قوم اور علاقے کے نام پر عصبیت جاہلیہ کو ابھار کر لوگوں کو ہمنوا بنانے کی کوشش کی اور کفن فروشی کے طور پر رحمانیہ مرحوم کا نام استعمال کیا۔ فریب کاری کا یہ عالم تھا کہ ایک ایسی زمین پر رحمانیہ کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا تھا جہاں کسی قسم کی عمارت تعمیر کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔

عین وقت پر ثابت ہوا کہ یہ سب کچھ شیخ چلی کے منصوبے سے زیادہ نہ تھا۔ منتظمین، مقررین، سامعین اور مدعوئین خصوصی و عمومی کی کل تعداد لے دے کر صرف اتنی تھی کہ ان سے اسٹیج بھی پر نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا تنہا تنہا، مقرر، اسٹیج پر جاتا اور "تقریر" کر کے نیچے "سامعین" کی صف میں آ جاتا۔ دوسرے دن بوندا باندی اور ہوا کے جھکڑ سے فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا کا منظر تھا ہی کہ اسی میں پولیس آ دھمکی۔ اسے ڈرامے کے وہ کردار مطلوب تھے جنہوں نے اس

AsliAhleSunnet.com

زمین پر عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ کیونکہ اس زمین پر تعمیر خلاف قانون ہے۔

اس پروگرام میں قائد جماعت حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب آروی مدظلہ کے نام سے خطبۂ صدارت پڑھا گیا تھا۔ مولانا آروی مدظلہ سے اس کی حقیقت دریافت کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ خطبہ نہ انہوں نے لکھا ہے نہ لکھایا ہے۔ نہ پڑھا ہے نہ سنا ہے۔ اس فرضی خطبے میں جہاں تاریخی حقائق مسخ کرنے کی ناروا کوشش کی گئی ہے وہیں مرکزی دار العلوم کو جامعہ رحمانیہ بنارس کی توسیع اور اہل بنارس کا خاندانی ادارہ کہا گیا ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔ جو لوگ "حافظہ" رکھتے ہیں انہیں یاد ہوگا کہ مرکزی جمعیۃ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور ایک مرکزی درسگاہ قائم کرنے کی جماعت کی دیرینہ آرزو کو روبہ عمل لانے کے لئے اہل بنارس نے آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کو زمین فراہم کی تھی۔ جب کئی برس تک کانفرنس تعمیر کے لئے کوئی قدم نہ اٹھا سکی تو اہل بنارس نے کانفرنس سے یہ گذارش کی کہ تعمیرات کا کام بھی ہمارے ہی سر ڈال دیا جائے کانفرنس اس کی سرپرستی کرے۔ اور انتظام و اہتمام کے لئے جو باڈی ہوگی (نہ کہ ذیلی کمیٹی جیسا کہ فرضی خطبۂ صدارت میں کہا گیا ہے) اس کے لیے ارکان کانفرنس نامزد کیا کرے گی۔ کانفرنس نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اور تاسیس کی تقریب عمل میں آئی۔ اس موقع پر یہ بات دو ٹوک لفظوں میں طے کر دی گئی تھی کہ یہ جامعہ رحمانیہ کی توسیع نہیں بلکہ ایک علیحدہ اور مستقل ادارہ ہے جس کی پالیسی جماعت کے نمائندے طے کریں گے۔ یہ بات خود ان حضرات کی تحریروں میں موجود ہے جو آج اسے رحمانیہ کی توسیع کہہ کر دار العلوم رحمانیہ (السلفیہ) دہلی کے ڈرامے کو جماعتی رنگ دینے اور اس کے پس پردہ اپنے دہن و شکم کا مسئلہ حل کرنے کی فکر میں ہیں۔

مرکزی دار العلوم بنارس، جماعت کے دیرینہ منصوبے کے تحت قائم ہوا جماعتی تنظیم کے زیر سرپرستی قائم ہوا جماعت کیلئے قائم ہوا پوری جماعت نے یک جان و یک ہاتھ ہو کر اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور اس کا تعلیمی افتتاح کیا اور اسی شان یکجہتی کے ساتھ ہر اجتماع کے موقع پر شمال و جنوب اور مشرق و مغرب سے پروانہ وار تشریف لائے۔ اس ادارے کی منتظمہ کے ارکان پوری جماعت سے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور دستور و پالیسی سے لے کر انتظامی امور تک سب کچھ مجلس منتظمہ کے فیصلے کی روشنی میں انجام پاتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مرکزی دار العلوم نے جماعت کو نئی زندگی عطا کی ۱۸ سال کی قلیل مدت میں نہ صرف اندرون ہند بلکہ پورے عالم اسلام میں جماعت اہلحدیث کا نام بلند کیا اور آج دنیائے اسلام کے صف اول کے اداروں میں جماعت کا یہ ادارہ کھڑا ہے اور فخر سے جماعت کا سر اونچا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس تاریخی غلط بیانی کی اشاعت کرے کہ یہ جماعت کا مرکزی ادارہ نہیں ہے تو کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

نوٹ: ۔ اس طرح کی تحریر محدث کے پروگرام سے خارج ہے۔ حالات کے شدید تقاضے کی بنا پر بادل ناخواستہ چند حقائق عرض کر دئے گئے ہیں۔ ورنہ درحقیقت ہم اس قماش کے لوگوں کے تذکرے سے محدث کے صفحات کو داغدار بنانا پسند نہیں کرتے۔

AsliAhleSunnet.com

انسانی حافظہ اتنا کمزور نہیں

حقیقت کو مسخ کرنا مشکل ہے

(مقتدی ازہری)

پچھلے دنوں دہلی میں ایک پروگرام ہوا تھا جس میں ایک ٹولی نے اپنے مزعومہ مقاصد کے حصول کے لئے بعض تاریخی غلط بیانیوں سے کام لیا ہے، اور اس تصور پر کہ: پرائے کا غذات پلٹنے کی زحمت کون گوارا کرے گا۔۔۔ جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس سے متعلق کچھ غلط بیانیاں کی گئی ہیں اور ادارہ کی مرکزی حیثیت اور تعلیمی و تعمیری خدمات کو مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس حرکت کے پیچھے جو مقاصد و جذبات کارفرما ہیں ان کی نقاب کشائی کسی اور موقع سے کی جائے گی اور بتایا جائے گا کہ علمی و جماعتی خدمت کے ادعا کے پس پردہ اصل حقیقت کیا ہے۔ فی الحال پندرہ روزہ ترجمان کے تاسیس نمبر مجریہ جنوری ۱۹۶۳ء میں مطبوعہ ایک تقریر کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس سے یہ حقیقت عیاں ہو سکے گی کہ بنارس میں مرکزی دار العلوم کا قیام کس حیثیت سے اور کن حالات میں عمل میں آیا تھا، اور اس وقت غرض مند لوگ جماعت کے حافظہ کو کمزور سمجھتے ہوئے اس کو کون سا رنگ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اقتباس یہ ہے:

"مرکزی دار العلوم کے لئے زمین کی پیش کش"

"اہلحدیث کانفرنس کی یہ تجویز جب پاس ہوئی اور ہمیں اطلاع ملی تو ہماری طرف سے یہ پیش کش کی گئی کہ اہلحدیث کانفرنس نے یہ تجویز پاس کر کے ایک ذمہ داری لی ہے کہ اس نے جو کام اب تک نہیں کیا تھا وہ کام اب وہ انجام دے گی۔ اس لئے ہم نے اہلحدیث کانفرنس کی طرف تعاون کا قدم بڑھایا اور یہ کہا کہ ایک دینی مرکزی درسگاہ کی تعمیر کے لئے سب سے پہلے زمین کا سوال ہوگا، سائٹ کا سوال ہوگا کہ یہ دار العلوم کس شہر میں ہو اور کس جگہ ہو؟

یہ تو ظاہر ہے کہ آسمان پر نہیں بن سکتا۔ زمین اور آسمان کے درمیان معلق نہیں رہ سکتا کسی شہر یا کسی قصبہ ہی میں ہوگا۔ بنارس ایک ایسی جگہ تھی کہ اگر یہ کہا جائے کہ ملک کے وسط میں ہے

AsliAhleSunnet.com

تو بیجا نہ ہوگا۔ ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں بستے ہیں اس کے لحاظ سے ہم لوگوں نے اس جگہ کو موزوں ترین اور مناسب ترین متصور کیا۔ اور اہلحدیث کانفرنس کو لکھا کہ زمین حاضر ہے۔ اگر آپ مرکزی دارالعلوم بنوانا چاہیں تو قدم اٹھائیے۔

اس سلسلہ میں انتظار کیا گیا۔ اہلحدیث کانفرنس کے مرکزی دفتر سے کوئی عملی قدم نہیں اٹھتا تھا بالآخر ہمارے نوجوانوں نے یہ طے کیا کہ اہلحدیث کانفرنس ہمیں اجازت دے کہ ہم خود سعی و کوشش کریں۔ خود جدوجہد اور دوڑ دھوپ کریں۔ اہلحدیث کانفرنس ہمیں اپنے نام کی سرپرستی عطا کرے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ ادارہ اہلحدیث کانفرنس کی اسی تجویز کی تعمیل میں قائم ہو رہا ہے۔ اور اسی تجویز کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے وجود میں لایا جا رہا ہے۔

یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ ہمارا جو ایک موجودہ ادارہ اور دینی درسگاہ ہے اس سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا ہم اس کی توسیع نہیں چاہتے۔ یہ ایک الگ مرکزی دارالعلوم اور درسگاہ ہو جس سے ملک کے تمام علماء کی وابستگی ہو۔ ملک کے تمام مدارس کا لنک اور رشتہ ہو ایک مرکزی محل اجتماع ہو جہاں ملک کے تمام مدرسوں کے مہتممین جمع ہو کر مشورے کریں اور ان کا شوریٰ ہو۔

یہ منصوبہ تھا اور اس منصوبہ کے تحت کوششیں کی گئیں۔ کارپوریشن سے نقشہ پاس کرایا گیا اور تاسیس کی تاریخ مقرر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے وہ دن بھی آگیا کہ اس کی تاسیس کر دی گئی اور اس کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے بھروسہ اس کے توکل، اس کی کرم فرمائی اور اس کی دستگیری کے اعتماد پر کیا گیا۔"

مفتاح نمبر مجریہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء میں درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ "مرکزی دارالعلوم بنارس کے قیام کے بعد دوسرا مرحلہ کانفرنس کے سامنے آفس کیلئے ایک بلڈنگ کی تعمیر یا خرید کا ہے۔"

۲۔ "تعمیر کی فوری ضرورت اور تعلیم کے اخراجات کے لئے مرکزی دارالعلوم کو دو لاکھ روپئے کی ضرورت ہے جس کی فراہمی کے لئے وفود مقررہ پروگرام کے تحت پہونچ رہے ہیں۔"

۳۔ "مرکزی کانفرنس دہلی اور مرکزی دارالعلوم بنارس کے سامنے اس وقت جو تعمیری مسائل ہیں ان میں

AsliAhleSunnet.com

سے کسی سے پہلو تہی اور گریز یہ اختیار کرنا جماعت اہلحدیث کا اجتماعی نقصان ہے۔

۴۔ "مگر بعض تقریبات کو قدرت کی طرف سے ایسی تاریخی و مثالی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے جس کی یاد ہمیشہ تازہ رہتی ہے۔ مرکزی دار العلوم بنارس کی تقریبات کو لوگ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ سنگ بنیاد کی تقریب پہلی تقریب تھی اور افتتاح تعلیم کی تقریب دوسری تقریب۔ ترجمان کا پیش نظر شمارہ "افتتاح نمبر" کے عنوان سے شائع کیا جا رہا ہے جس میں افتتاح کی تقریب کی تصویر ہدیہ ناظرین ہے"

مذکورہ بالا اقتباسات کے بعد جامعہ سلفیہ کی حیثیت اور جماعت کے ساتھ اس کے تعلق کی نوعیت پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جماعت کے مستقبل سے کھیلنے والے افراد اپنی ان تحریروں سے اگر رجوع کر چکے ہوں تو ان کی ضیافت کیلئے ہمارے پاس دوسرے شواہد بھی موجود ہیں جن سے مرکزی دار العلوم بنارس کی حیثیت واضح ہو سکتی ہے اور ان پر تلبیس کا کوئی داؤ نہیں چل سکتا

ملک شام — ناقابل تصور

(بقیہ عالم اسلام)

حماۃ پر قبضے کے بعد شامی جلادوں نے جو بربریت برپا کی تھی اس کے بعض مزید واقعات اخباروں میں آگئے ہیں المجتمع کویت نے ۲۸ مئی کی اشاعت میں ایک عینی شاہد کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک بار اسپتال میں زخمیوں کی ایک جماعت لائی گئی۔ نصیری عورتوں کی ملیشیا فوج نے انہیں کھمبوں سے باندھ دیا۔ پھر پوری وحشت و بربریت کے ساتھ ان کے کپڑے کھینچ کر انہیں بالکل ننگا کر دیا پھر ان کی شرمگاہیں کاٹ کاٹ کر ان زخمیوں کے منہ میں ٹھونس دیں۔ پھر انہیں چھریاں گھونپ کر گردن سے ناف تک چیر دیا۔ اور ان کے کلیجے نکال کر توے پر بھون بھون کر کھایا۔ اور ہمیں بھی بالجبر کھلایا جسے ہم نے ان کے ہٹتے ہی قے کر دیا۔

ادیب گیلانی اس شہر کے ایک بڑے عالم تھے۔ جلادوں نے انہیں پکڑ کر بری طرح گھسیٹا۔ حد درجہ گندی گالیاں دیں اور داڑھی کا مذاق اڑایا۔ اور ایک شخص نے لائٹر سے ان کی داڑھی جلا دی۔ پھر انہیں گولی مار کر ان کی بوڑھی بیوی کو پکڑا۔ اور ننگا کرنا چاہا اس نے دفاع کیا تو اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ اور سینے میں چھرا گھونپ دیا۔

۱۳ اپریل کی اشاعت میں لکھا ہے کہ تین سو قیدیوں کو ایک چٹیل جگہ لیجا کر ان سے ایک خندق کھدوائی گئی پھر ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس خندق میں ڈال دیا گیا اور ان پر مشین کے ذریعہ مٹی ڈال دی گئی۔

بہت سے لوگوں کو مکانات میں بند کر کے آگ لگا دی گئی ایک صحافی نے اس کے متعلق کچھ لکھنا چاہا تو اسے بوٹی بوٹی کر دیا گیا۔ عام گھروں کی چھتیں اور دیواریں اب بھی خون سے لت پت ہیں۔ شہر کی ساری مسجدیں مسمار کر دی گئیں۔ اور ان کے موذن اور اماموں کو قتل کر دیا گیا۔ (یہ ہے کمیونسٹوں کے ظالمانہ مزاج اور کردار کی ایک جھلک)

AsliAhleSunnet.com

مجلة الجامعة السلفية

کا

مؤتمر الدعوة والتعليم نمبر

(اردو میں)

- فروری ۱۹۸۰ ء میں جامعہ سلفیہ میں مؤتمر الدعوة والتعلیم کے نام سے جو عظیم الشان بین الاقوامی کانفرنس ہوئی تھی ، اسکی مکمل سرگذشت .
- عرب شیوخ کے ارشادات اور ہندوستانی علماء کی تقریریں ، جامعہ کی مسجد میں امام حرم کا خطبۂ جمعہ اور مختلف اجتماعات میں آپ کے فرمودات .
- کانفرنس میں دکھائی گئی علمی نمائش جو جماعت اہلحدیث کی دینی وعلمی خدمات کی بولتی ہوئی تصویر اور نہایت اہم تاریخی دستاویز ہے اسکی مکمل نقل .
- پاس شدہ تجاویز اور قراردادیں اور اس کانفرنس کے متعلق عرب و ہند کے موقر جرائد کی رائے اور تبصرے . (قیمت ۱۶ روپئے)

مکتبہ سلفیہ ، مرکزی دار العلوم ، ریوڑی تالاب ، بنارس

AsliAhleSunnet.com

MOHADDIS
THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE
AL-JAMIATUS SALAFIAH (AL-MARKAZIYAH) VARANASI (INDIA)

ہماری تازہ ترین پیش کش

اللمحات

إلى ما فی أنوار الباری من الظلمات

مصنفہ: مولانا محمد رئیس صاحب ندوی حفظہ اللہ

بجنور کے ایک " مولانا احمد رضا "، انوار الباری کے نام سے صحیح بخاری کی اردو شرح لکھ رہے ہیں۔ موصوف نے اس شرح کے مقدمے میں امام بخاری اور دوسرے اکابر محدثین پر نہایت رکیک حملے کئے ہیں۔ اور احادیث کے سلسلے میں ان کی درخشاں، تابناک اور بے نظیر خدمات کو نہایت بھونڈی اور مکروہ شکل میں پیش کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں مختلف کتابوں کی عبارتوں میں تاویل، تحریف، ہیرا پھیری اور توڑ مروڑ کی بھیانک اور تاریک حرکتوں کے ارتکاب سے بھی نہیں چوکے ہیں۔

پیش نظر کتاب " اللمحات " میں بجنوری صاحب کے اس کردار کی بھرپور نقاب کشائی کی گئی ہے۔ اور محدثین کے کارناموں پر ان کے چڑھائے ہوئے تاریک پردوں کو چاک کرکے اصل حقائق کو روشن کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں امت کے اندر فقہی اور فروعی اختلافات کے ابھرنے اور شدت اختیار کرنے کے اسباب کا نہایت بصیرت افروز تاریخی جائزہ لیتے ہوئے اس کے عبرتناک نتائج کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اولین فرصت میں طلب کیجئے۔

مکتبہ سلفیہ، مرکزی دار العلوم، ریوڑی تالاب، وارانسی (یوپی)

Published from Markazi Darul Uloom
Printed by Abdul Waheed
At Salafiah Press, Reori Talab, Varanasi.

AsliAhleSunnet.com